بچّوں اور بچیوں کا پیارا رسالہ

سالنامہ

ماہنامہ

تشحیذ الاذہان

ربوہ

Digitized by khalafat Library Rabwah

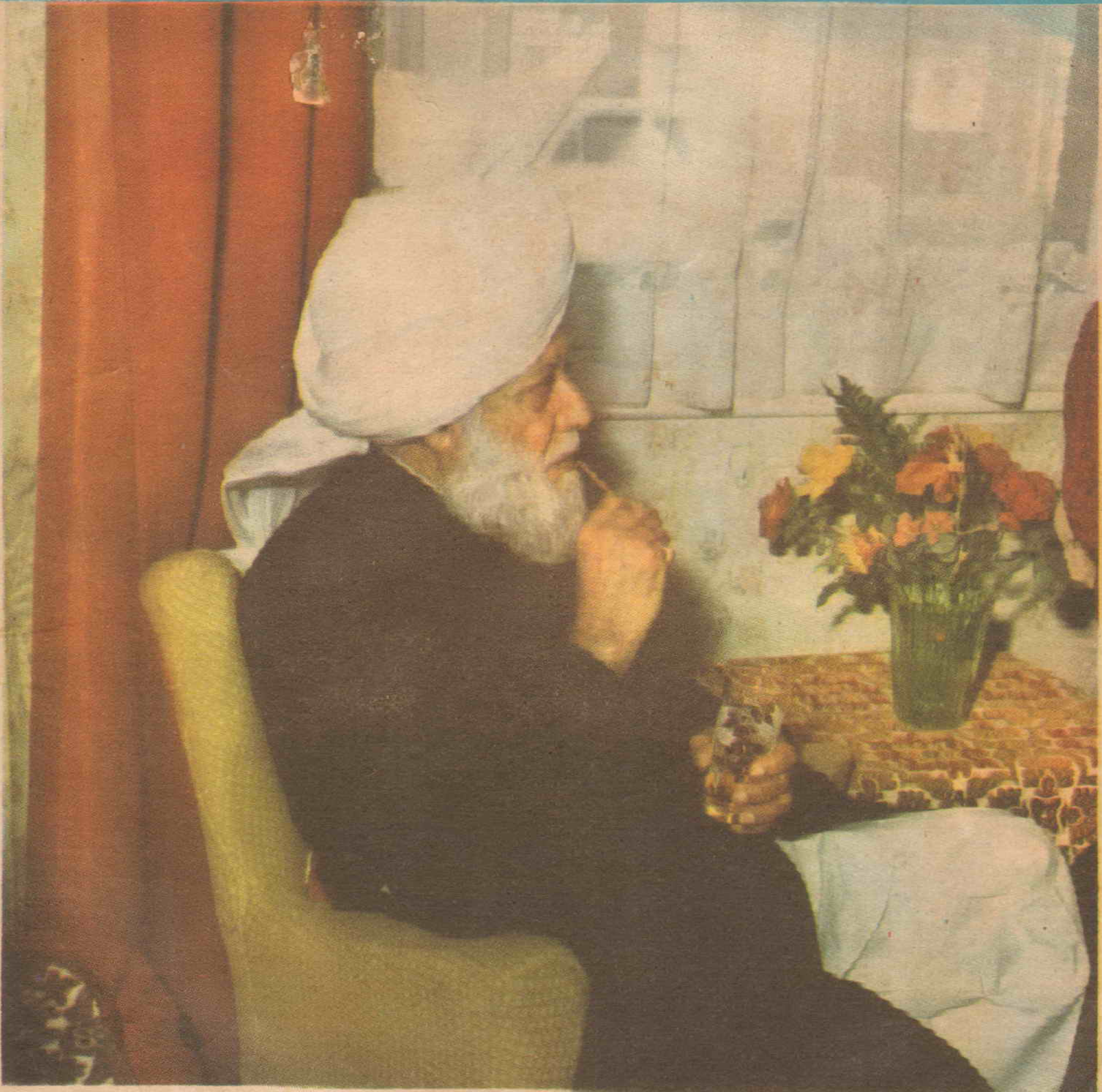

سیدنا حضرت حافظ مرزا ناصر احمد خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز امام جماعت احمدیہ

— ایڈیٹر —

محمد شفیق قیصر

صلح ۱۳۵۷ ہش

جنوری ۱۹۷۸ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

Digitized by khalafat Library Rabwah

بچوں اور بچیوں کا پیارا رسالہ

جسے بڑے بھی پورے ذوق و شوق سے پڑھتے ہیں

ماہنامہ

تشحیذ الاذہان

ربوہ

جلد ۲۱ — صلح ۱۳۵۷ ہش — جنوری ۱۹۷۸ء — نمبر ۱

ایڈیٹر

محمد شفیق قیصر

ناشرین: نصیر احمد قمر • عبدالسمیع خان • منیر احمد جاوید

• پبلشر: محمد شفیق قیصر • پرنٹر: سید عبدالحی • مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ
• مقام اشاعت: دفتر ماہنامہ "تشحیذ الاذہان" دارالصدر جنوبی ربوہ

Digitized by khalafat Library Rabwah

الفہرست

- تم بھلا کیا ہو گئے (اداریہ) صفحہ ۳
- قرآن مجید کی خوبیاں۔ (کلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام) " ۴
- حضرت نبی پاکؐ کی چند نصائح " ۵
- کھانے پینے کے آداب " ۶
- محترم مولانا چوہدری محمد شریف صاحب سیکرٹری مجلس نصرت جہاں۔ (انٹرویو) " ۹
- "مبارک وہ جو اب ایمان لایا" (نظم حضرت مسیح موعودؑ) " ۱۷
- صحابہ کرامؓ کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اخلاص و فدائیت " ۱۸
- بہت پرانے لوگ "سیری" " ۲۱
- جا اسکول (نظم) " ۲۸
- عیسی کیب ٹنڈر " ۳۳
- گلہائے رنگا رنگ " ۳۴
- ایک عجیب و غریب پادری " ۴۰
- پیارا وطن (نظم) " ۴۲
- میرا گاؤں۔ "گوجیکی" " ۴۳
- مشورہ (مزاحیہ) " ۴۶
- مسجد اقصیٰ " ۴۷
- شگفتہ شگفتہ " ۴۹
- محنت " ۵۷
- بزم تشحیذ " ۶۱
- ننھے ادیب " ۶۲
- "یہ سجدہ سر عاشقاں ہی معبود محبت ہے" " ۷۳
- خبرنامہ تشحیذ " ۷۵
- ناصرات کے صفحات " ۷۶
- لطیفے " ۷۹

Digitized by khalafat Library Rabwah

اداریہ

تم بھلا کیا بنو گے؟

ہر بچہ ضرور سوچتا ہے کہ وہ بڑا ہو کر کیا بنے گا؟ کوئی کہتا ہے میں سائنس دان بنوں گا۔ کوئی کہتا ہے میں ڈاکٹر بنوں گا۔ کوئی کہتا ہے میں انجینئر بنوں گا۔ کوئی کہتا ہے میں اسلام کا مبلغ بنوں گا۔ الغرض کوئی کچھ سوچتا ہے اور کوئی کچھ۔ ہمارے آقا اور امام سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس بارہ میں احمدی بچوں کو ایک نصیحت فرمائی تھی۔ حضورؓ نے فرمایا تم جو چاہو بنو مگر چوٹی کے آدمی بننے کی کوشش کرو۔ یعنی اگر سائنسدان بننا چاہتے ہو تو چوٹی کے سائنسدان بنو۔ اگر ڈاکٹر بننا چاہتے ہو تو چوٹی کے ڈاکٹر بنو۔ اگر انجینئر بننا چاہتے ہو تو چوٹی کے انجینئر بنو۔ اسی طرح اگر اسلام کے مبلغ بننا چاہتے ہو جو ان سب سے بہتر اور بڑھ کر ہے تو چوٹی کے مبلغ بنو۔ ذیل میں ہم حضورؓ کی یہ نصیحت حضور ہی کے الفاظ میں درج کرتے ہیں۔ بچوں کو چاہیئے اس نصیحت کے ایک ایک لفظ کو غور سے پڑھیں اور اس پر عمل کریں

حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:—

"اگر ہمارے نوجوان اچھی طرح محنت کریں اور کوشش کر کے اعلیٰ قابلیتیں پیدا کریں تو ہم تھوڑے ہو کر بھی کامیاب ہو سکتے ہیں۔ پس ہماری کامیابی ہمارے طالب علموں کے ہاتھ میں ہے..... جب لوگ یہ دیکھیں گے کہ دنیا کا سب سے بڑا سائنسدان بھی احمدی ہے، دنیا کا سب سے بڑا محقق بھی احمدی ہے، دنیا کا سب سے بڑا مولوی بھی احمدی ہے، دنیا کا سب سے بڑا انجینئر بھی احمدی ہے، دنیا کا سب سے بڑا بیرسٹر بھی احمدی ہے۔ دنیا کا سب سے بڑا صناع بھی احمدی ہے تو وہ احمدیت کی طرف توجہ کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ اس چیز کو مدنظر رکھتے ہوئے ہر احمدی کو یہ کوشش کرنی چاہیئے کہ وہ چوٹی کا آدمی بنے....... اگر ہمارے نوجوان ہر فن میں کمال پیدا کر لیں تو ترقی کرنا بہت آسان ہو جائے گا......

جب کوئی قوم قابلیت اور لیاقت میں بڑھ جاتی ہے تو اُس کے ہر فرد کی قدر و قیمت بڑھ جاتی ہے اور اُس کی بات توجہ سے سُنی جاتی ہے پس ہمارے نوجوانوں کو زندگیاں سدھارنے کی کوشش کرنی چاہیئے اور اپنی زندگیوں کو اونچا کرنا چاہیئے اور یہ عزم کر لینا چاہیئے کہ میں نے فلاں فن میں چوٹی کا آدمی بننا ہے یا اسی کوشش میں فنا ہو جانا ہے۔"

(فرمودہ ۱۴ مئی ۱۹۶۱ء مطبوعہ الفضل ۱۴ ستمبر ۱۹۶۱ء)

Digitized by khalafat Library Rabwah

قرآن مجید کی خوبیاں

قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس کی شان میں بہت سی نظمیں لکھی ہیں حضور علیہ السلام کی ایک نظم کے چند اشعار یہاں درج کئے جاتے ہیں۔ امید ہے بچے انہیں بھی مزے لے لے کر پڑھیں گے اور انہیں زبانی یاد کرلیں گے:-

اے عزیزو! سنو کہ بے قرآں — حق کو پاتا نہیں کبھی انساں
جن کو اس نور کی خبر ہی نہیں — ان پہ اس یار کی نظر ہی نہیں
ہے یہ فرقاں میں اک عجیب اثر — کہ بناتا ہے عاشقِ دلبر
جس کا ہے نام قادرِ اکبر — اُس کی ہستی سے دی ہے پختہ خبر
کوئے دلبر میں کھینچ لاتا ہے — پھر تو کیا کیا نشاں دکھاتا ہے
دل میں ہر وقت نور بھرتا ہے — سینہ کو خوب صاف کرتا ہے

اس کے اوصاف کیا کروں میں بیاں
وہ تو دیتا ہے جاں کو اور اک جاں

(درّ ثمین)

Digitized by khalafat Library Rabwah

مسیح پاک علیہ السلام کی نصائح

ہمارے آقا سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام بہت پیاری پیاری نصیحتیں فرمایا کرتے تھے۔ اگر انسان ان پر عمل کرے تو وہ خدا کا پیارا بندہ بن سکتا ہے۔ ہم تمہیں حضرت کی بعض نصائح سناتے ہیں اگر تم ان پر عمل کرو گے تو تم بھی خدا کے پیارے اور اپنے ماں باپ کی آنکھ کے تارے بن جاؤ گے سب تمہیں اچھا سمجھیں گے اور بہت بہت شاباشیں دیں گے۔

مسیح پاک علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

(۱) تم اپنے خدا سے ڈرو اور پاک دل ہو جاؤ
(۲) گناہ ایک زہر ہے اس کو مت کھاؤ
(۳) خدا کی نافرمانی ایک گندی موت ہے اس سے بچو۔
(۴) بڑا وہ ہے جو مسکین کی بات مسکینی سے سنے
(۵) ایک دوسرے کا چڑ کے نام نہ لو یہ نیک لوگوں کا کام نہیں۔
(۶) ہر ایک جاندار اور جانور کے ساتھ رحم کرو
(۷) کسی سے زبردستی کوئی چیز مت چھینو۔
(۸) چغلی نہ کھاؤ اور کسی کا گلہ نہ کرو
(۹) دعا میں سستی کرنا تکبر ہے۔
(۱۰) جھوٹ کے اختیار کرنے سے انسان کا دل تاریک ہو جاتا ہے۔ تمہارے لئے یہ ضروری بات ہے کہ صدق اختیار کرو

یاد رکھنے کے قابل تاریخیں

۱۸۹۸ء	تعلیم الاسلام ہائی سکول کا قیام
۱۹۰۶ء	مدرسہ احمدیہ کی بنیاد
۱۹۰۳ء	منارۃ المسیح کی بنیاد
۱۹۱۳ء	اخبار الفضل کا اجراء
۱۹۲۲ء	مجلس مشاورت کا قیام
۱۹۳۹ء	خلافت جوبلی
۱۹۴۰ء	انصار اللہ کا قیام
۱۹۳۸ء	خدام الاحمدیہ کا قیام
۱۹۴۲ء	لجنہ اماء اللہ کا قیام
۱۹۴۷ء	قادیان سے ہجرت
۲۰ ستمبر ۱۹۴۸ء	جماعت کے نئے مرکز ربوہ کی بنیاد

Digitized by khalafat Library Rabwah

کھانے پینے کے آداب

گزشتہ دنوں مجلس خدام الاحمدیہ ربوہ کے منتظمین کو حضور ایدہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ اس ملاقات کے دوران حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جہاں منتظمین کو قیمتی نصائح فرمائیں وہاں اس امر کی طرف بھی توجہ دلائی کہ بچوں کو کھانے پینے کے آداب بھی بتائے جائیں۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کی تعمیل میں یہ مضمون بچوں کی خدمت میں پیش کیا جا رہا ہے:۔

(۱) کھانے سے پہلے اور کھانے کے بعد ہاتھ دھو لینے چاہئیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اگر کسی کے ہاتھ میں کھانے کی چکنائی لگی رہ جائے اور وہ سو جائے اور کوئی جانور اس کے ہاتھ کو کاٹ لے تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ یہ اس کی غلطی اور سستی سے ہوا گویا اس میں ہمیں یہ تعلیم دی گئی ہے کہ ہم کھانے سے پہلے اور بعد اپنے ہاتھ اچھی طرح دھو لیں۔

(۲) ہم خدا تعالیٰ کے فضل سے مسلمان ہیں۔ اسلام ہمارا دین ہے اور حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے نبی ہیں اس لئے ہمارا ہر کام خدا تعالیٰ کے نام سے شروع ہونا چاہیئے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ہمیں یہی تعلیم دی ہے

صحابہ رضی اللہ عنہم کہتے ہیں کہ جب ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھانا کھانے کا اتفاق ہوتا تھا تو جب تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کھانا شروع نہ فرماتے ہم لوگ کھانے میں ہاتھ نہیں ڈالتے تھے۔ ایک مرتبہ ایک بدو دوڑتا ہوا آیا اور کھانے میں ہاتھ ڈالنا چاہا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا اور فرمایا کہ جس کھانے پر خدا کا نام نہیں لیا جاتا۔ شیطان اس کو اپنے لئے جائز کر لیتا ہے

حضورؐ نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی بسم اللہ کہنی بھول جائے تو بسم اللہ اولہ وآخرہ کہہ دے۔

(۳) انسان کو ضرورت کے مطابق پاک و ناپاک ہر قسم کے کھانوں اور چیزوں میں ہاتھ ڈالنے

Digitized by khalafat Library Rabwah

کی ضرورت ہوتی ہے۔ صفائی کو مدنظر رکھتے ہوئے ہمیں یہ تعلیم دی گئی ہے ہم سب اچھے کاموں کو دائیں ہاتھ سے کریں اور نجاست اور گندگی کو دور کرنے کے لئے بائیں ہاتھ کو استعمال کریں۔ اس حکم میں ایک حکمت یہ ہے کہ انسان زیادہ تر ایک کام کرتا ہے۔ اور نجاست کو دور کرنے کا کام کبھی کبھی ہوتا ہے اس لئے زیادہ تر کاموں کے لئے اس پہلو کو خاص کیا گیا ہے جس طرف دل نہیں ہے یعنی دایاں پہلو۔ تاکہ کام ہچکولوں اور جھٹکوں سے دل کو کسی قسم کا صدمہ نہ پہنچے۔ یہی وجہ کہ تمام انسان اپنے سب کام دائیں ہاتھ سے کرتے ہیں۔ بایاں ہاتھ صرف اس کی مدد کے لئے استعمال کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ دائیں ہاتھ میں پھرتی اور چستی اور طاقت ہوتی ہے اس لئے ہمیں یہ تعلیم دی گئی ہے کہ ہم کھانا بھی دائیں ہاتھ سے کھائیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک بار دودھ پیش کیا گیا۔ مجلس میں آپ کی دائیں طرف ایک بدو بیٹھا ہوا تھا اور بائیں طرف حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تشریف رکھتے تھے۔ حضورؐ نے دودھ پی کر بدو کی طرف پیالہ بڑھایا اور فرمایا کہ ترتیب میں بھی دائیں طرف کا خیال رکھنا چاہیئے اس سے پتہ چلتا ہے کہ کھانے پینے کے علاوہ بھی اکثر باتوں میں دائیں طرف کا لحاظ رکھنا چاہیئے۔

ایک دفعہ حضور کی مجلس میں آپ کی دائیں جانب ایک چھوٹا لڑکا اور بائیں جانب بڑے بڑے بوڑھے لوگ بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ نے کوئی چیز پی تو لڑکے سے کہا کہ اگر تم اجازت دو تو میں ان لوگوں کو دوں اس نے کہا کہ میں آپ کے تبرک سے کسی کو حصہ نہیں دے سکتا۔ مجبوراً حضور نے پہلے اسی سے ابتدا کی

کھانا کھاتے وقت ہمیشہ یہ بات مدنظر رکھنی چاہیئے کہ کھانا برتن کے ایک طرف سے کھانا چاہیئے۔ درمیان سے نہیں کھانا چاہیئے۔ اس طرح سے ایک تو کھانے کی زائد مقدار جو بچ جائیگی گندی نہ ہوگی۔ دوسرے برتن بھی گندہ نہیں ہوگا۔ تیسرے یہ کہ درمیان میں کھانے سے برکت نہیں رہے گی۔ حضورؐ کے ایک نوعمر صحابی حضرت عمر ابن ابی سلمہ رضی تھے حضورؐ ان کو اکثر اپنے ساتھ ہی کھانا کھلاتے تھے۔ ایک دفعہ وہ حضورؐ کے ساتھ ایک ہی برتن میں کھانا کھا رہے تھے۔ حضورؐ نے دیکھا کہ وہ طشتری میں جہاں سے جی چاہتا ہے کھاتے ہیں یعنی کبھی ایک جگہ سے اور کبھی دوسری جگہ سے حضورؐ نے فرمایا۔ عمرؓ! ہمیشہ اپنے سامنے سے کھایا کرو طشتری میں ادھر ادھر ہاتھ ڈالنا ادب کے خلاف ہے عمر بن ابی سلمہؓ نے فوراً اپنے سامنے سے کھانا شروع کر دیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ بھی فرماتے تھے کہ برکت کھانے کے درمیان میں نازل ہوتی ہے۔ ویسے بھی برتن کے ہر طرف ہاتھ مار کر کھانے سے

Digitized by khalafat Library Rabwah

انسان مریض لگتا ہے اور حریص اور لالچی انسان کبھی سیر نہیں ہوتا۔

(۵) جب کھانا کھانے بیٹھیں تو وقار کے ساتھ اور آہستہ آہستہ کھائیں۔ یہ نہیں کہ جلدی جلدی کھانے میں ہاتھ ڈال شروع کر دیں کہ پتہ نہیں میرے لئے بچے گا یا نہیں۔ یہ چیز بھی لالچ اور حرص کو ظاہر کرتی ہے اور اس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ ایسا شخص جلدی کر کے اپنے سب ساتھیوں سے زیادہ کھانا کھانے کی فکر میں ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے۔

(۶) کھانے میں عیب نہیں نکالنا چاہیئے اور اگر کھانا بدمزہ پکا ہو تو اس میں عیب نکالنے کی بجائے نہ کھائیں۔

(۷) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ایک ساتھ مل کر کھانے میں برکت ہوتی ہے اس طرح کھانا زیادہ ضائع نہیں ہوتا۔ اس سے آپس میں محبت بھی بڑھتی ہے۔ ایک بار صحابہؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی یا رسول اللہ ہم کھاتے ہیں لیکن آسودہ نہیں ہوتے۔ حضورؐ نے فرمایا۔ غالباً تم لوگ الگ الگ کھاتے ہو۔ صحابہؓ نے کہا۔ ہاں۔ فرمایا ایک ساتھ مل کر کھاؤ اور بسم اللہ پڑھ کر کھاؤ تو برکت ہوگی۔

(۸) کھانا ٹیک لگا کر بیٹھ کر یا منہ کے بل لیٹے نہیں کھانا چاہیئے۔ یہ طریق طبی لحاظ سے بھی نقصان دہ ہے اس طرح غذا اچھی طرح معدہ میں نہیں پہنچتی۔

(۹) کھانے کے بعد اللہ تعالیٰ کی اس نعمت پر اس کی حمد بجا لائی جائے اور اس کا شکر ادا کیا جائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے اس بندہ سے خوش ہوتا ہے جو کھانا کھانے یا پانی پینے پر اللہ تعالیٰ کا شکر اور حمد بجا لائے۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کھانا کھانے کے بعد یہ دعا پڑھا کرتے تھے:-

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْٓ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ط یعنی تعریف اللہ کے لئے ہے جس نے ہمیں کھلایا اور پلایا اور ہمیں مسلمان بنایا اور مسلمان بننے کی توفیق عطا فرمائی۔ آپ سب بچوں کا فرض ہے کہ کھانا کھانے کے بعد یہ دعا ضرور پڑھیں

کھانے کے چند اور بھی آداب ہیں جو ہم پھر کبھی بچوں کے لئے تشحیذ میں بیان کریں گے۔

احمدی بچوں کا فرض ہے کہ جو باتیں ہم نے اس وقت بیان کی ہیں، ان پر باقاعدگی سے عمل کریں یہاں تک کہ یہ باتیں ان کی عادت بن جائیں اور کبھی ان میں سے کسی بات کے بھولنے کا سوال ہی پیدا نہ ہو۔

اللہ تعالیٰ سب بچوں کو ان باتوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور انہیں اپنی برکتوں اور رحمتوں سے نوازے۔ آمین۔

O

Digitized by khalafat Library Rabwah

آئیے بزرگوں سے ملیں

انٹرویو

عبد السمیع خان (نائب مدیر)

مولانا محمد شریف صاحب کو فلسطین اور گیمبیا میں اپنی عمر کا بیشتر حصہ خدمتِ اسلام میں گزارنے کا موقع ملا۔ آج کل آپ سیکرٹری مجلس نصرت جہاں کے عہدہ پر کام کر رہے ہیں۔ آپ کے مختصر حالات اور دلچسپ تبلیغی واقعات پر مشتمل انٹرویو پیش خدمت ہے۔ (ادارہ)

محترم مولانا چوہدری محمد شریف صاحب سیکرٹری مجلس نصرت جہاں

محترم مولانا محمد شریف صاحب کی ولادت ۲۴ جنوری سنہ ۱۹۱۲ء کو جمگھٹ کلاں تحصیل دسوہہ ضلع ہوشیارپور میں ہوئی۔ آپ کے والد محترم کا نام چوہدری عبد الرزاق صاحب تھا۔ آپ کے نانا جان حضرت مولوی وزیر الدین صاحبؓ (ہیڈ ماسٹر مدرسہ سوجان پور ضلع کانگڑہ) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی تھے۔ ۳۱۳ صحابہؓ کی فہرست میں ان کا نام ۱۴ پر درج ہے۔

مولانا موصوف شروع ہی سے واقفِ زندگی تھے۔ پہلی اور دوسری جماعت آپ نے مکیریاں اور جمگھٹ کلاں سے پاس کی۔ جس کے بعد مدرسہ احمدیہ کی تیسری کلاس میں داخلہ لیا۔ پھر مدرسہ احمدیہ میں تعلیم حاصل کرتے رہے۔ سنہ ۱۹۳۱ء میں مولوی فاضل کا امتحان پاس کیا۔ پھر مبلغین کلاس میں رہے۔ اکتوبر سنہ ۱۹۳۴ء میں آپ تبلیغی میدان میں نکل آئے اور ستمبر سنہ ۱۹۳۸ء تک پنجاب میں سیالکوٹ اور ڈیرہ غازی خان وغیرہ میں بطور مبلغ خدمات انجام دیتے رہے۔

اگست سنہ ۱۹۳۷ء میں سیدنا حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کو فلسطین جانے کا ارشاد فرمایا۔ اگست سنہ ۱۹۳۸ء میں پاسپورٹ تیار ہوا۔ ستمبر سنہ ۱۹۳۸ء کو آپ قادیان سے روانہ ہوئے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے بنفس نفیس تشریف لا کر آپ کو الوداع کیا۔ تقریباً ۱۲ ماہ کے

Digitized by khalafat Library Rabwah

سفر کے بعد ۲۴ اکتوبر ۱۹۳۸ء کو آپ فلسطین پہنچے اور اٹھارہ سال تک مسلسل رئیس التبلیغ بلادِ عربیہ کے طور پر تبلیغ حق کا فریضہ انجام دیتے رہے۔ فلسطین میں خدائے بزرگ و برتر نے جس طرح آپ کی معجزانہ مدد فرمائی اس کا تذکرہ کرتے ہوئے آپ نے بتایا۔

"میرے فلسطین پہنچنے سے پہلے ہی علمائے شام کی طرف سے اہل فلسطین کو یہ خطوط پہنچ رہے تھے کہ احمدی مبلغ آرہا ہے اس کو قتل کر دو اور وہ قتل کرنے کی نیت سے آئے بھی۔ لیکن خدا تعالیٰ نے اپنی بے نظیر قدرت سے بچا لیا۔ اس زمانے میں فلسطین میں عملاً کوئی حکومت نہ تھی اور لٹیروں کے کئی گروہ سرگرم عمل تھے۔ ایک دن انہوں نے عصر کے وقت ہمیں یہ پیغام بھیجا کہ مغرب سے قبل ہمیں ۵۰۰ پونڈ بھجوا دیں ورنہ ہم آپ کے آدمیوں کو اغوا کر لیں گے۔ جب انہیں مطلوبہ رقم نہ ملی تو انہوں نے احمدیہ مشن کا محاصرہ کر لیا اور دس احمدیوں کو پکڑ کر لے گئے۔ میں ان کے اندر رہتا رہا لیکن خدا کی قدرت کہ وہ مجھے پہچان نہ سکے اور دھکا دے کر دور ہٹا دیا۔ وہ دوسرے احمدیوں کو قتل کرنا چاہتے تھے لیکن خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے انہیں بھی دشمنوں کے شر سے محفوظ رکھا۔

اسی طرح ایک دفعہ میں تبلیغ پر گیا تو وہاں بھی ویسا ہی واقعہ پیش آیا۔ ایک آدمی مجھے قتل کرنے کے لئے میرا نشانہ لے رہا تھا۔ (جس کا مجھے بعد میں پتہ چلا) کہ ایک کار اچانک میرے اور اس کے درمیان حائل ہو گئی اور وہ آدمی بھاگ گیا۔ اس طرح خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے مجھے بچا لیا۔

ایک دفعہ کمیونسٹوں نے اسلام کے خلاف ایک مضمون لکھا۔ میں نے اس کا جواب سپرد قلم کیا اور خوبصورت ٹریکٹ اسے شائع کر کے بڑے بڑے شہروں میں تقسیم کروا دیا۔ ناصرہ (جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے تھے) کی شرعی عدالت کے قاضی طاہر طبری نے وہ مضمون پڑھا اور بہت خوش ہوئے۔ اس وقت وہ اپنے ملک کے سب سے بڑے قاضی تھے۔ انہوں نے مجھے دعوت دی کہ آپ ناصرہ میں تشریف لائیں اور ہمیں ممنون فرمائیں۔ چنانچہ میں چند احمدی احباب کے ہمراہ ناصرہ گیا۔ قاضی صاحب نے وہاں چیدہ چیدہ بیس پچیس علماء کو بلایا ہوا تھا۔ شاندار دعوت ہوئی اور تبلیغ کا موقعہ ملا۔ ہمیں بہت خوشی ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے مسیح موعود علیہ السلام کے غلاموں کو مسیح ناصری علیہ السلام کی بستی میں یہ عزت عطا فرمائی۔ الحمد للہ!

جب فلسطین میں یہودی حکومت قائم ہوئی تو فلسطین ساری دنیا سے منقطع ہو گیا اور تمام تعلقات ٹوٹ گئے۔ ہمیں مرکز سے سلسلہ تھے

Digitized by khalafat Library Rabwah

کوئی پیسہ نہیں ہو سکتا تھا۔ انہی دنوں میں ایک دفعہ مغرب کے بعد کسی خاص کام کے لئے جا رہا تھا کہ ایک بزرگ احمدی دوست نے میرے ہاتھ میں ۱۰۰ پونڈ تھما دیئے۔ میں نے پوچھا کہ یہ کس لئے؟ تو کہنے لگے آپ کے لئے ہیں۔ میں نے کہا۔ اگر یہ زکوٰۃ، چندہ عام، تحریک جدید وغیرہ ہے تو میں لے لیتا ہوں ورنہ نہیں۔ اس پر وہ کہنے لگے کہ میں نے خواب میں دیکھا تھا کہ آپ کو روپیہ کی ضرورت ہے اور اگر میں آپ کی مدد نہیں کروں گا تو اللہ تعالیٰ میرے بچوں پر ابتلا لائے گا۔ تو میں نے انہیں جمع کیا اور یہ خواب بتائی تو انہوں نے یہ رقم دی ہے۔ اس لئے یہ میں آپ کے پاس لایا ہوں۔ اس بزرگ کا نام الحاج احمد عبد القادر تھا اور وہ گزشتہ سال ہی فوت ہو گئے ہیں۔ رحمہ اللہ!

جب مجھے بلادِ عربیہ میں دو تین سال ہو گئے تو ہماری جماعت کے بعض لوگوں نے جن کے ناجائز کاموں میں میں روک بنا ہوا تھا یہ ارادہ کیا کہ میری قادیان کو جلد واپسی کسی طرح ہو جائے اس کی اطلاع ملنے پر میں نے یہ دعا کی کہ اللہ تعالیٰ مجھے یہاں اس قدر عرصہ خدمت سلسلہ کے لئے عطا فرمائے کہ مجھ سے پہلے کسی مبلغ کو اس قدر عرصہ یہاں نہ ملا ہو۔

چنانچہ خدائے علیم و قدیر نے میری یہ دعا قبول فرمائی اور مجھے حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب، حضرت مولانا جلال الدین صاحب شمس اور حضرت مولانا ابو العطاء صاحب رضوان اللہ علیہم کے مجموعی عرصہ سے بھی زیادہ —— خدمت کی توفیق دی اور مسلسل ۱۸ سال تک فلسطین میں اقامت کا موقع عطا فرمایا الحمد للہ!"

دسمبر ۱۹۵۵ء میں آپ بلاد عربیہ سے واپس تشریف لائے۔ واپسی کے بعد چھ ماہ تک الشرکۃ الاسلامیہ کے منیجر کے عہدے پر فائز رہے پھر قائم مقام انچارج تالیف و تصنیف رہے۔ دو سال تک منیجر "الفضل" کے طور پر خدمات انجام دیں۔ اس کے بعد دو سال وکالت تبشیر کے ایڈوائزر (مشیر) رہے۔ جنوری ۱۹۶۱ء میں حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشاد پر گیمبیا (مغربی افریقہ) تشریف لے گئے۔ جولائی ۱۹۶۲ء میں واپس ربوہ آئے اور وکالت تبشیر میں کام کرتے رہے۔ جنوری ۱۹۶۷ء میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے ارشاد پر دوبارہ گیمبیا چلے گئے۔

اپنی گیمبیا روانگی اور وہاں قیام کے دوران اپنے دلچسپ تبلیغی واقعات بیان کرتے ہوئے محترم مولانا محمد شریف صاحب نے فرمایا:۔

"گیمبیا جانے سے پہلے مجھے حکم ملا تھا کہ آپ مشن کھولنے کے لئے سینیگال جائیں گے جب مجھے تحریری طور پر یہ حکم موصول ہوا تو میں خلافت لائبریری ربوہ میں گیا اور انسائیکلو پیڈیا سے

Digitized by khalafat Library Rabwah

سینیگال کے بارے میں معلومات حاصل کیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ سینیگال کی سرکاری زبان فرانسیسی ہے۔ چونکہ مجھے یہ زبان نہیں آتی تھی اس لئے میرے دل میں متواتر گھبراہٹ پیدا ہوئی کہ زبان نہیں آتی تو کام کیسے چلے گا۔ کیونکہ تین سال تو زبان سیکھنے میں لگ جائیں گے۔ میں نے خدا تعالیٰ کے حضور دعا کی تو مجھے تبلایا گیا:۔ ؎

"ہے سرِ راہ پر کھڑا نیکوں کی وہ مولا کریم"

اس کے چند دن بعد دفتر نے بغیر میری کسی درخواست کے مجھے لکھا کہ آپ گیمبیا کے لئے تیاری کریں وہاں کی سرکاری زبان انگریزی تھی۔ اس طرح میں بجائے سینیگال کے گیمبیا چلا گیا۔

گیمبیا کی حکومت کی طرف سے جماعت احمدیہ کے مبلغ کو ملک میں داخل ہونے کی اجازت نہیں دی جاتی تھی اور اس کا عذر یہ تھا کہ یہاں کے مسلمان احمدیوں کے یہاں آنے اور کام کرنے کے خلاف ہیں۔ مجھ سے پہلے جماعت کے چار پانچ مبلغین نے حکومت گیمبیا سے اجازت لینے کے لئے درخواستیں بھیجی تھیں جو حکومت نے مسترد کر دیں لیکن میری درخواست حکومت نے منظور کر لی اور اس طرح مجھے گیمبیا میں جماعت احمدیہ کے پہلے مبلغ کے طور پر کام کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔

حضرت ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب نے مجھے فرمایا کہ جب آپ یہاں سے روانہ ہونے لگیں تو مجھے مل کر جائیں۔ اسی طرح حضرت حافظ مختار احمد صاحب شاہجہان پوری نے بھی فرمایا کہ جب آپ گیمبیا کے لئے روانہ ہونے لگیں تو مجھے ضرور مل لیں خواہ ایک منٹ کے لئے ہی۔ جب میں ۱۹۶۱ء میں روانہ ہونے لگا تو بزرگوں اور دوستوں سے ملنے ملانے میں دیر ہو گئی۔ سورج غروب ہونے میں تھوڑا سا وقت باقی تھا۔

ان دنوں حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ علیل تھے اور باہر تشریف نہیں لا سکتے تھے۔ میں آپ کے دردولت (موجودہ کوٹھی صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب) پر حاضر ہوا۔ دستک دی۔ خادم باہر آیا تو میں نے اپنا نام بتایا اور کہا میں صبح گیمبیا کے لئے روانہ ہو رہا ہوں اور حضرت میاں صاحب رضی کی دعائیں لینا چاہتا ہوں خادم واپس آیا اور مجھے اندر لے گیا حضرت میاں صاحب کو نقرس وغیرہ کی تکلیف تھی اور ٹخنوں اور پاؤں پر پٹیاں بندھی ہوئی تھیں۔ آپ تشریف لائے۔ بیٹھے۔ کچھ دیر باتیں کیں۔ میری درخواست پر دعا فرمائی اور بڑی محبت سے الوداع کہا۔

سیدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور بزرگان سلسلہ کی بے لوث محبت کو میں کبھی فراموش نہیں کر سکتا۔ اور میں اس بات کی گواہی دے سکتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی دعاؤں کو سنتا ہے اور اس بارہ میں سب سے بڑا معجزہ حضور رضی کی دعاؤں کی قبولیت

Digitized by khalafat Library Rabwah

ہے۔ اور حضور کے طفیل ہی ہم جیسے عاجز بندوں کی
دعاؤں کو بھی خدا تعالیٰ نے شرف قبولیت بخشا۔
گیمبیا میں ہمارے پہلے پریذیڈنٹ جماعت
احمدیہ محترم غوث محمد صاحب کے گھر میں دس بارہ سال
سے اولاد ہونا منقطع ہو گیا تھا۔ جب مجھے اس کا
علم ہوا تو میں نے ان کے لئے دعا کی۔ اس کے بعد انہوں
نے ایک اور شادی کی اور اللہ تعالیٰ نے میری موجودگی
میں ہی انھیں تین بچے عطا فرمائے اور انھوں نے
اس کا ذکر اپنے بعض خطبات جمعہ میں بھی فرمایا۔
اسی ملک میں ہمارے سیکرٹری مال علی بابا
صاحب (موجودہ کنٹرولر آف کسٹم) میرے وہاں
جانے سے پہلے شادی شدہ تھے۔ دو تین سال
کے بعد مجھے علم ہوا کہ ان کے ہاں کوئی اولاد نہیں
ہوئی۔ وہ اور ان کی بیوی نہایت اخلاص سے ہر
موقع پر دن رات میری خدمت نہایت بشاشت
سے کیا کرتے تھے۔ انہوں نے مجھ سے دعا کے لئے کہا
تو میں نے بڑے درد سے اپنے رب کے حضور ان کے
لئے دعا کی۔ خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے ان کی پہلی
بیوی سے ۱۲ سال بعد لڑکی عطا فرمائی۔ اسی طرح
ان کی دوسری بیوی سے بھی خدا تعالیٰ نے دو تین
بچے عطا فرمائے۔ فالحمد للہ!"

عزیز بچو! سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ
السلام کا ایک بہت ہی مشہور الہام ہے:۔
"بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت
ڈھونڈیں گے۔"

گیمبیا کے سربراہ مملکت الحاج سر الیف ایم
سنگھاٹے جو ۱۹۶۳ء میں احمدی ہوئے اور ۱۹۶۵ء
میں گورنر جنرل بنے۔ انہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح
الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے حصول برکت
کی خاطر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کپڑے کی درخواست
کی اور اس طرح حضور کی اس پیشگوئی کے پہلے مظہر
بنے۔ الحاج سنگھاٹے صاحب کی قبول احمدیت کی
داستان مولانا محمد شریف صاحب یوں بیان فرماتے ہیں:۔

"الحاج سر فاریماں محمد سنگھاٹے صاحب
گیمبیا کے دارالحکومت بنجول کے بہت ہی مشہور
آدمیوں میں سے تھے۔ ملک کے دور دراز حصوں
سے لوگ جب دارالحکومت میں آتے تو انہی کے
ہاں مہمان ٹھہرتے تھے۔ بہت ہی نیک، متقی،
وجیہہ اور مخیر مسلمان تھے۔ جب میں گیمبیا میں
گیا اور انھیں میرے وہاں آنے کا علم ہوا تو چونکہ
وہ ہمارے بعض احمدی احباب کے بہت گہرے دوست
تھے اس لئے انھوں نے میری اقتدا میں نماز جمعہ
اور عید پڑھنا پسند کیا۔ باوجود غیر احمدی ہونے
کے وہ ہمارے سیکرٹری مال صاحب کو باقاعدہ
چندہ بھی دیا کرتے تھے۔ ہمارے دوستوں میں سے
کسی کو یہ امید نہ تھی کہ وہ کبھی احمدی ہو جائیں گے
تقریباً ایک سال بعد عید کے دن شام
کے وقت بعض احمدی احباب نے یہ تجویز کیا کہ
ان سے ان کے گھر جا کر ملاقات کی جائے۔ ہم
گئے اور ان کو "عید مبارک" کہی۔ ان سے ہماری

Digitized by khalafat Library Rabwah

ملاقات بہت دلچسپ اور امید افزا رہی۔

بعد میں وہ اور بھی ہمارے قریب آتے گئے ۱۹۶۳ء میں وہ احمدیہ مشن میں تشریف لائے اور مجھ سے کہا کہ "میں نکاح کرنا چاہتا ہوں اور میرا نکاح آپ پڑھائیں۔ میں نے جواب دیا کہ میں آپ کا نکاح کس طرح پڑھا سکتا ہوں جبکہ آپ نے ابھی تک بیعت نہیں کی۔ انھوں نے کہا کہ میں تو اپنے آپ کو احمدی سمجھتا ہوں۔ ابھی مجھے بیعت فارم دیں اور میں ابھی پُر کرتا ہوں۔ اس طرح انھوں نے اسی وقت بیعت کرلی۔ میں نے ان کی استقامت کے لیے دعا کی۔ اور نکاح بھی پڑھ دیا۔

مئی ۱۹۶۴ء میں اللہ تعالیٰ نے انہیں اور ان کی دونوں بیویوں کو بذریعہ ہوائی جہاز حج کی توفیق عطا فرمائی۔ اس وقت آپ سرکاری ملازمت سے ریٹائر ہو چکے تھے۔ جب انھیں یہ علم ہوا کہ میں عنقریب اپنے مرکز پاکستان جانے والا ہوں تو انھوں نے یہ درخواست کی کہ میں دار الحکومت سے ۱۲۴ میل دور فرافینی کے مقام پر اپنا مکان بنانا چاہتا ہوں آپ اس کی بنیاد رکھیں۔ میں نے ان کی فرمائش قبول کرلی اور یہ کول سے ٹرانسپورٹ کا انتظام کیا اور میں نے چند دوسرے احمدی احباب کے ساتھ وہاں جاکر اس نئے مکان کی بنیاد رکھی اور ماشاء اللہ یہ گھر بڑا بابرکت ثابت ہوا۔ ان کے اس گھر میں ہماری مسجد احمدیہ بھی ہے۔ مقامی مبلغ بھی وہاں سالہا سال تک رہ کر تبلیغ کرتا رہا۔ احمدیہ ڈسپنسری بھی انہی کے گھر میں دس سال سے کام کر رہی ہے۔ جماعت احمدیہ گیمبیا کا پہلا سالانہ جلسہ بھی اسی مقام پر منعقد ہوا۔ وہ اسی مکان میں رہائش پذیر تھے کہ گورنمنٹ کی طرف سے انھیں یہ اطلاع ملی کہ انھیں گیمبیا کا قائم مقام گورنر جنرل مقرر کیا گیا ہے تو انھوں نے جاکر چارج لے لیا۔

وہ نہایت شریف آدمی تھے۔ نہایت مخلص احمدی اور اسلام پر فدا۔ جب ان سے ان کے وزیر اعظم نے ایک مرتبہ یہ کہا کہ آپ جماعت احمدیہ کے ساتھ نماز جمعہ ادا کرتے ہیں۔ حالانکہ ان کی تعداد ہم سے تھوڑی ہے اور دوسرے مسلمان زیادہ ہیں۔ اس لئے اگر آپ دوسرے مسلمانوں کے ساتھ نماز پڑھیں تو یہ بہت اچھا رہے گا۔ تو انھوں نے جواب دیا کہ:-

"میرا احمدی ہونا اور میرا جماعت احمدیہ کے ساتھ نماز پڑھنا اس بات کا عملی ثبوت ہے کہ ہمارے ملکی آئین میں جو مذہبی آزادی دی گئی ہے وہ محض لفظی نہیں بلکہ حقیقی ہے۔"

جب محترم سنگھاٹے صاحب قائم مقام گورنر جنرل بنے (کیونکہ اصل گورنر جنرل تبدیل ہو رہے تھے وہ رخصت لے کر گیمبیا سے چلا گیا تھا) تو ان کے دل میں یہ تحریک پیدا ہوئی کہ وہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ایک تبرک طلب کریں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا الہام:

"بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت

Digitized by khalafat Library Rabwah

ڈھونڈیں گے"
بھی انھیں معلوم تھا اسی لئے انھوں نے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا کپڑا برکت حاصل کرنے کے لئے مانگا۔
چنانچہ سنہ ۱۹۶۶ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کپڑے کے ایک قطعہ پر حضور نے دستخط ثبت کئے اور مہر لگائی اور ڈاک کے ذریعہ سے محترم الف۔ ایم سنگھاٹے صاحب کو بھیج دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ہے کہ جس روز انھیں کپڑا ملا اسی دن ملکہ برطانیہ کی طرف سے انھیں "سر" کا خطاب بھی مل گیا۔ الحمد للہ"

گیمبیا میں بیش قیمت تبلیغی خدمات انجام دینے کے بعد محترم مولانا چوہدری محمد شریف صاحب جولائی سنہ ۱۹۶۷ء میں وطن واپس آئے۔ فروری سنہ ۱۹۶۸ء سے جون سنہ ۱۹۷۰ء تک جامعہ احمدیہ میں بطور پروفیسر کام کیا۔ یکم جولائی سنہ ۱۹۷۷ء سے آپ سیکرٹری مجلس نصرت جہاں کے عہدہ سے ریٹائرڈ ہیں۔ محترم مولانا کو کم و بیش بیس سال بیرون ملک اور دس سال پاک و ہند میں تبلیغ حق کا موقع ملا۔

مولانا چوہدری محمد شریف صاحب جماعت احمدیہ کے جید عالم ہیں۔ عربی زبان میں تحریر و تقریر کا آپ کو خاص ملکہ حاصل ہے۔ آپ کو سلسلہ کی بہت سی کتب مثلاً "تجلیات الٰہیہ" "لیکچر سیالکوٹ" "الوصیت" "تحفہ شہزادہ ویلز" اور "نظام نو" وغیرہ کا عربی میں ترجمہ کرکے چھپوانے کی سعادت حاصل ہوئی۔ عربی زبان میں آپ نے خود بھی کئی کتب لکھیں۔

الشرکۃ الاسلامیہ میں آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کی اشاعت کی توفیق ملی۔ اور "تذکرہ" کا دوسرا ایڈیشن آپ کی خصوصی نگرانی میں تیار ہوا۔ آپ نے بچوں اور نوجوانوں کے لئے اسلام اور احمدیت کے ابتدائی مسائل اور ارکان کے لئے "اسلام کی کتب" کے عنوان سے تدریجی سلسلہ کتب تصنیف کیں۔ اور "سلسلہ عالیہ احمدیہ" کے نام سے ایک نہایت مفید اور مؤثر کتاب تحریر فرمائی۔

ایک مرتبہ ایک احمدی دوست نے مولانا سے درخواست کی کہ مجھے اس کاپی پر کوئی عمدہ سی بات لکھ دیں تو مولانا نے لکھا کہ:۔

"حضرت مسیح موعود علیہ السلام
کا یہ الہام یاد رکھیں:۔
تجھے تو میرا ہو رہیں سب جگ
تیرا ہو۔"

احمدی بچوں کو نصیحت کرتے ہوئے آپ نے فرمایا:۔

"وقت کی پابندی کرنا سیکھیں
نمازیں وقت پر پڑھیں، کھانا
وقت پر ہو۔ کھیل وقت پر ہو
پڑھنا۔ سونا سب وقت پر ہو
اور جو قوانین طبعی اللہ تعالیٰ نے
نے مقرر فرمائے ہیں ان کی

Digitized by khalafat Library Rabwah

خلاف ورزی نہ کریں۔ وقت پر کھانا کھانے سے جسمانی قوت کمزور ہوگی۔ زیادہ پڑھنے سے آنکھیں کمزور ہوں گی۔ زیادہ سونے سے ذہن کند ہو جائے گا اور زیادہ کھانے سے بدہضمی ہو جائے گی (۳۰) سے بچیں گا"

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ایک دفعہ مولانا موصوف کے بارہ میں فرمایا:۔

"مکرم محترم چوہدری محمد شریف ایک مخلص۔ دعاگو اور خدا رسیدہ انسان ہیں اللہ تعالیٰ اس زندگی میں ہمیشہ ہی انہیں صراط مستقیم پر قائم رکھتے ہوئے اپنے فضلوں کا زیادہ سے زیادہ وارث بنائے نیز ان کی اولاد کو بھی اُن کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق دے۔" (آمین)

روزنامہ "الفضل" ربوہ

ہمارا، آپ کا اور سب کا اخبار

• حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات سے اقتباسات • حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے روح پرور خطبات، علمائے سلسلہ کے اہم مضامین، بیرونی ممالک میں جماعت کی تبلیغی مساعی کی تفصیل اور ملکی اور عالمی خبریں شائع ہوتی ہیں۔

آپ خود بھی یہ اخبار پڑھیں اور دوسروں کو بھی مطالعہ کے لئے دیں اس کی توسیع اشاعت آپ کا جماعتی فرض ہے۔

(مینیجر "الفضل" ربوہ)

Digitized by khalafat Library Rabwah

"مبارک وہ جو اب ایمان لایا"

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا شیریں کلام

بہار آئی ہے اس وقت خزاں میں
لگے ہیں پھول میرے بوستاں میں
ملاحت ہے عجب اس دلستاں میں
ہوئے بدنام ہم اس سے جہاں میں
عدو جب بڑھ گیا شور و فغاں میں
نہاں ہم ہو گئے یارِ نہاں میں
ہوا مجھ پر وہ ظاہر میرا ہادی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

تجھے دنیا میں ہے کس نے پکارا
کہ پھر خالی گیا قسمت کا مارا
تو پھر ہے کس قدر اس کو سہارا
کہ جس کا تو ہی ہے سب سے پیارا
ہوا میں تیرے فضلوں کا منادی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

تری رحمت کی کچھ قلت نہیں ہے
تہی اس سے کوئی ساعت نہیں ہے
شمارِ فضل اور رحمت نہیں ہے
مجھے اب شکر کی طاقت نہیں ہے
یہ کیا احساں ہیں تیرے میرے ہادی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

مسیح وقت اب دنیا میں آیا
خدا نے عہد کا دن ہے دکھایا
مبارک وہ جو اب ایمان لایا
صحابہ سے ملا جب مجھ کو پایا
وہی مے ان کو ساقی نے پلا دی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

(تلخیص)

Digitized by khalafat Library Rabwah

صحابہ کرامؓ کا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ

اخلاص و فدائیت

شگفتہ حمید سیالکوٹ

رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ صحابہ کرامؓ کو جو عشق اور تعلقِ فدائیت تھا۔ اس کی نظیر تاریخ عالم پیش کرنے سے قاصر ہے۔ چند ایک واقعات بطور نمونہ درج ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہؓ آپ پر فدا ہونے کے لئے ہر وقت اس طرح تیار رہتے تھے جس طرح پروانہ شمع پر۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب ہجرت کے ارادہ سے مکہ سے نکلے اور غارِ ثور میں پناہ گزین ہوئے تو اس غار کے تمام سوراخ اگرچہ نہایت احتیاط کے ساتھ بند کر دیئے گئے تھے مگر ایک سوراخ باقی رہ گیا۔ اس غار میں حضورؐ کے ساتھ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے۔ آنحضرتؐ آپؓ کے زانو پر سر مبارک رکھ کر استراحت فرما رہے تھے کہ اتفاقاً اس سوراخ میں سے ایک زہریلے سانپ نے سر نکالا۔ حضرت ابوبکرؓ نے اپنے محبوب آقاؐ کے آرام میں معمولی خلل بھی گوارا نہ کیا اور اپنی جان کو خطرہ میں ڈال کر جوش اور دلیری سے اس سوراخ پر اپنا پاؤں رکھ دیا۔ سانپ نے آپ کے پاؤں پر کاٹ لیا۔ زہر اثر کرنے لگا مگر آپؓ نے اف تک نہ کی اور حضورؐ کے آرام کا خیال رکھا یہاں تک کہ معمولی سی حرکت بھی نہ کی۔ مگر درد کی شدت سے بیقرار ہو رہے تھے اس لئے ضبط کے باوجود آنکھوں سے آنسو ٹپک پڑے جن کا ایک قطرہ حضورؐ کے رخسار مبارک پر گرا۔ آپؐ کی آنکھ کھل گئی۔ دریافت فرمایا "کیا معاملہ ہے؟"

Digitized by khalafat Library Rabwah

حضرت ابوبکرؓ نے عرض کی کہ سانپ نے ڈس لیا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لعاب دہن آپؓ کے پاؤں پر لگایا اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے زہر کا اثر دیکھتے ہی دیکھتے زائل ہو گیا۔

صحابہ کرامؓ سفر و حضر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کا خاص خیال رکھتے تھے۔ ایک سفر کے موقعہ پر ایک جگہ پڑاؤ ہوا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ پانی کا انتظام کر لو ورنہ صبح تکلیف اٹھاؤ گے۔ چنانچہ صحابہؓ پانی کی تلاش میں ادھر ادھر نکل گئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے اونٹ پر تشریف فرما تھے کہ نیند کا غلبہ ہوا اور آپ سو گئے۔ حضرت ابو قتادہؓ پاسبانی کے لئے پاس بیٹھے رہے اور حضورؐ نیند میں جس طرف جھکتے ابو قتادہؓ اسی طرف سہارا دے دیتے تا حضورؐ کی استراحت میں فرق نہ آئے۔ ایک دفعہ جو سہارا دیا تو حضورؐ کی آنکھ کھل گئی۔ آپ نے فرمایا۔ "ابو قتادہ تم کب سے میرے ساتھ ہو؟" انھوں نے جواب دیا۔ "شام سے!" آپ نے فرمایا۔ "اللہ تعالیٰ تمہاری حفاظت کرے جس طرح تم نے اس کے رسولؐ کی حفاظت کی ہے" (سُبحان اللہ)

صحابہ کرامؓ کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ عشق کا یہ حال تھا کہ غزوۂ اُحد میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ مبارک زخمی ہوا تو حضرت مالکؓ بن سنان نے بڑھ کر خون کو چوسا اور ادب کے خیال سے چوسے ہوئے خون کو زمین پر پھینکنا گوارا نہ کیا بلکہ اسے پی گئے۔

حضرت سعدؓ بن ربیع جنگ اُحد میں سخت زخمی ہو گئے تھے۔ جنگ کے بعد آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابی بن کعب کو ان کے متعلق دریافت حال کے لئے بھیجا۔ تلاش کرتے ہوئے بڑی مشکل سے آپ تک پہنچے۔ حضرت سعدؓ اس وقت حالت نزع میں تھے حضرت ابیؓ بن کعب نے ان سے دریافت کیا۔ کہ کوئی پیغام ہو تو دے دو۔

اب غور کریں کہ اگر کسی شخص کو ایسی حالت میں پوچھا جائے تو یقیناً اس وقت اس کے سامنے بیوی بچے عزیز و اقارب، جائداد، مال لین دین ایک ایک کر کے آتا جائے گا۔ لیکن اس سعید نوجوان کو عین اس وقت جبکہ اپنی موت نہایت ہی قریب نظر آرہی تھی نہ بچوں کی فکر تھی اور نہ بیوی کی بیوگی کا خیال آیا۔ بلکہ جو پیغام دیا وہ یہ تھا کہ میرے بھائی مسلمانوں کو میرا سلام پہنچا دینا اور میری قوم سے کہنا کہ

Digitized by khalafat Library Rabwah

کہ اگر تمہاری زندگی میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کوئی تکلیف پہنچے گی تو یاد رکھنا کہ خدا تعالیٰ کے حضور تمہارا کوئی جواب قبول نہ ہوگا۔ یہ الفاظ کہے اور جان دے دی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

ایک مرتبہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے کہ ایک کافر عقبہ بن معیط نے اپنی چادر کا حضورؐ کے گلے میں پھندا ڈال دیا۔ لیکن عین اس وقت حضرت ابوبکرؓ پہنچ گئے اور اس بدبخت کو گردن سے پکڑ کر آپؐ سے علیحدہ کیا اور فرمایا۔ کیا تم اس شخص کو قتل کرو گے جو تمہارے پاس خدا تعالیٰ کی نشانیاں لایا ہے اور کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے؟

ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک بدو سے گھوڑا خریدا اور سودا طے ہو گیا لیکن لوگوں کو اس بات کا علم نہ تھا اس لئے حضورؐ جب جا رہے تھے تو کسی نے اسے زیادہ قیمت پیش کر دی۔ یہ دیکھ کر کہ اسے زیادہ قیمت مل رہی ہے۔ اس نے چاہا کہ گھوڑا اس کو دے جو زیادہ قیمت دے رہا ہے۔ اس نے حضورؐ کو آواز دی اور کہا کہ آپ گھوڑا لینا چاہیں تو لیں ورنہ میں کسی اور کے ہاتھ بیچ دوں گا۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم تو میرے پاس گھوڑا فروخت کر چکے ہو مگر اس نے انکار کیا اور کہا ہرگز نہیں میں نے کوئی سودا آپ سے نہیں کیا۔ سودا ہو چکا ہے تو کوئی گواہ پیش کریں۔ ایک صحابی حضرت خذیمہ بن ثابت وہاں آنکلے اور یہ گفتگو سنی۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس شخص نے گواہ طلب کیا تو حضرت خذیمہ نے آگے بڑھ کر کہا کہ گواہ میں ہوں۔ یہ سودا ہو چکا ہے۔

حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے دریافت کیا کہ تم کس طرح شہادت دیتے ہو کیا تم سودا ہونے کے وقت موجود تھے۔ تو انھوں نے جواب دیا کہ یا رسول اللہؐ! جب ہم ایمان لے آئے ہیں تو اس بات پر یقین کر کے ایمان لائے ہیں کہ حضورؐ راست باز اور پاکباز ہیں اور جب ایسی اہم باتوں پر آپ کی صداقت کی تصدیق کر چکے ہیں تو پھر اس معمولی سی بات میں آپ کے راستباز ہونے کی تصدیق میں کوئی تامل کیسے ہو سکتا ہے؟

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صحابہؓ کے عشق و فدائیت سے ظاہر ہے کہ صحابہ کرامؓ آپ کی حفاظت کے لئے کسی قسم کے ظاہری انتظامات سے بھی غافل نہ تھے۔ لیکن اس خیال میں رہتے تھے کہ جب آپ اس قدر مقرب بارگاہِ الٰہی ہیں تو وہ خود آپؐ کی حفاظت کرے گا۔

اللہ تعالیٰ ہمارے دلوں میں بھی نبی اکرمؐ کی سچی محبت پیدا کر دے۔ آمین!

○

Digitized by khalafat Library Rabwah

بہت پرانے لوگ :

جناب طارق احمد بٹ - کراچی

"انکل! میں نے ایک جگہ پڑھا ہے کہ کراچی پاکستان کا سب سے بڑا شہر ہے۔ کیا یہ صحیح ہے؟" نعیم نے انکل سے پوچھا۔

"ہاں بھئی بالکل صحیح ہے۔ کراچی پاکستان کا سب سے بڑا اور خوب صورت شہر ہے۔" انکل نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"لیکن انکل! ہم کسی شہر اور ملک کے بارے میں یہ کس طرح بتاتے ہیں کہ وہ ایک دوسرے سے بڑے اور خوب صورت ہیں؟" سلطانہ نے فوراً ہی دوسرا سوال کیا۔

"بھئی کسی شہر یا ملک کے بڑے اور چھوٹے ہونے کا اندازہ اس ملک یا شہر کی آبادی اور رقبہ سے لگاتے ہیں۔ کراچی کی آبادی ۲۵ لاکھ کے لگ بھگ ہے ظاہر ہے کہ پاکستان کے کسی دوسرے شہر کی آبادی اتنی زیادہ نہیں۔ پس ثابت ہو گیا کہ کراچی پاکستان کا سب سے بڑا شہر ہے۔" انکل نے وضاحت سے جواب دیا۔

"انکل! پاکستان میں زیادہ تر لوگ دیہات اور گاؤں وغیرہ میں رہتے ہیں اور شہروں میں کم۔ اس کی کیا وجہ ہے؟" انور نے

Digitized by khalafat Library Rabwah

انکل سے پوچھا۔

"اس کی ایک وجہ ہے۔" انکل نے کہا۔

"جیسا کہ آپ سب کو پتہ ہے کہ پاکستان ایک زرعی ملک ہے اور یہاں کے عوام کی اکثریت کھیتی باڑی کرتی ہے۔ چنانچہ اس لئے وہ لوگ گاؤں، اور دیہات وغیرہ میں رہتے ہیں۔ پاکستان کا کوئی باشندہ خواہ وہ دیہات میں رہے یا شہر میں۔ یکساں اپنے ملک پاکستان سے محبت کرتا ہے اور اس کی خدمت کرنے میں برابر کا حصہ دار ہے۔"

"ویسے انکل! مجھے دیہات اور گاؤں وغیرہ کی زندگی بہت پسند ہے۔ وہاں کے لوگ بہت محنتی اور جفاکش ہوتے ہیں وہ لوگ سخت مشقت کر کے سارے ملک کے لئے اناج، سبزیاں اور پھل وغیرہ اگاتے ہیں" سلطانہ نے کہا۔

"ہاں بھئی! گاؤں اور دیہات کے لوگ بہت مضبوط، بہادر، مہمان نواز، نیک اور سادگی پسند ہوتے ہیں۔ وہ صبح سویرے اٹھ جاتے ہیں اور رات گئے تک مسلسل محنت کر کے زمین سے پیداوار حاصل کرتے ہیں پاکستان کو ان کی ان صفات پر فخر ہے۔" انکل نے کہا۔

انور: "انکل! آج کل لوگ دیہات میں بستے ہیں یا شہروں میں۔ لیکن دنیا کا یہ حال ہمیشہ سے تو نہیں ہے؟"

انکل: "بالکل ٹھیک، ہمیشہ سے دنیا کا یہ حال نہیں۔ شروع شروع کے زمانہ میں انسان آرام و سکون اور خوراک کی تلاش میں جگہ جگہ پھرتا تھا۔ آج کل کی طرح شہر اور دیہات کہاں تھے۔ صرف کہیں کہیں کوئی چھوٹی سی بستی نظر آ جاتی تھی۔"

ندیم: "آپ ہمیں پرانے زمانے کے ان شہروں کے بارے میں کچھ بتائیں گے؟"

انکل: "ضرور بتائیں گے ——— جب انسان نے ترقی کی تو گاؤں بسے۔ شہر آباد ہوئے۔ چنانچہ پرانے زمانے کے کئی شہروں کا حال ہمیں معلوم ہے ان میں سے بعض شہر پانچ ہزار برس بلکہ اس سے بھی پہلے موجود تھے۔ پرانے زمانے کے ان شہروں میں بعض بڑے بڑے تھے اور بہت ترقی کر چکے تھے۔"

سلطانہ: "ان شہروں نے کیونکر اور کس طرح ترقی کی؟"

انکل: "اس کا تھوڑا سا حال ہمیں پتہ ہے ان دنوں دجلہ اور فرات کی وادی بہت سرسبز تھی۔ جو تپتا ہوا خشک علاقہ آج کل عراق کہلاتا ہے اس کے بیچوں بیچ یہ وادی ایک بڑی سبز

Digitized by khalafat Library Rabwah

مٹی کی طرح پھیلتی چلی گئی تھی۔ کہا کسی کے زمانہ میں کچھ لوگ شکار کرنے اس وادی میں آنکلے تھے۔ کیونکہ یہاں ہر قسم کا شکار آسانی سے مل جاتا تھا پھر ان شکاریوں نے یہیں ڈیرے ڈال دیئے۔ ان دونوں دریاؤں سے ذرا ہٹ کر کچھ بلند علاقے اور ڈھلوان پہاڑیاں ہیں ان کے ساتھ ساتھ بہت سے گاؤں آباد ہو گئے۔ اس وادی کا جو حصہ اونچا نہیں تھا۔ اس میں دلدلیں پھیلی ہوئی تھیں۔ جن میں نرسل اور سرکنڈے کے علاوہ طرح طرح کی جھاڑیاں اُگ آتی تھیں۔ اس لئے یہ گاؤں دریاؤں سے ذرا ہٹ کر بسائے گئے تھے۔"

سلطانہ: "انکل! ان میں سیلابوں کا بھی تو خطرہ رہتا ہوگا؟"

انکل: "بہت خوب! یہ صحیح ہے۔ سال کے سال دریاؤں میں طغیانی آتی تو پانی آس پاس کے علاقے میں پھیل جاتا تھا۔ پھر جب دریا اتر جاتے تھے تو جگہ جگہ پانی سے بھرے ہوئے گڑھے اور جوہڑ نظر آتے تھے میں طرح طرح کے کیڑے مکوڑے، سانپ اور قسم قسم کی چھپکلیاں پیدا ہو جایا کرتی تھیں۔ یہاں شہد بھی آسانی سے مل جاتا تھا۔ چنانچہ اس علاقے کی سب سے اچھی شکارگاہیں اسی وادی میں تھیں۔ اس لئے بہت سے لوگ یہاں شکار کرنے آتے تھے۔ ان شکاریوں نے پاس پاس بہت سے گاؤں بسا لئے تھے۔"

ندیم: "انھوں نے دریاؤں کے قریب کھیت کیوں بنائے تھے؟"

انکل: "بھئی ظاہر ہے جب لوگوں کو کھیتی باڑی کرنا آگیا تو انھوں نے دیکھا کہ اس علاقہ میں بارش کم ہوتی ہے اس لئے کھیتوں کا دریا کے قریب ہونا ضروری ہے تاکہ بارش کے انتظار میں ہاتھ پر ہاتھ دھرے نہ بیٹھے رہیں بلکہ جب چاہیں دریا کے پانی سے کھیتی کو سیراب کر لیں چنانچہ انھوں نے دریا کے پاس کی زمین میں ہل چلا کر قابل کاشت بنا لیا اور اس میں اناج بونے لگے

یہاں کی زمین بڑی زرخیز تھی۔ پھر کھیتوں کو سینچنا بہت آسان تھا۔ اس لئے دریاؤں کے آس پاس کے علاقے میں کھیت ہی کھیت نظر آنے لگے"

الزرۃ: "کیا اس وادی کے تمام لوگ کھیتی باڑی کرتے تھے؟"

انکل: "اس وادی میں جو لوگ آباد تھے وہ

Digitized by khalafat Library Rabwah

سب کے سب کھیتی باڑی نہیں کرتے تھے ان میں سے کچھ ایسے بھی تھے جو بھیڑوں کو ساتھ لئے چراگاہوں کی تلاش میں پھرتے رہتے تھے۔ یہ لوگ ابھی تک خیموں میں رہتے تھے۔ کبھی کبھی یہ گلہ بان دیہات میں بھی آنکلتے تھے اور کسانوں سے تھوڑا بہت لین دین بھی کرتے تھے۔ ان کے پاس بھیڑیں تھیں اور کسانوں کے پاس غلہ۔ یہ گلہ بان بھیڑوں کے بدلے کسانوں سے غلہ خرید لیتے تھے۔ اس طرح لین دین سے دونوں کو فائدہ پہنچا۔"

سلطانہ: "اس طرح وہ زیادہ اناج پیدا کرنے لگے ہوں گے!"

انکل: "ہاں بالکل ایسا ہی ہے۔ شروع شروع میں تو کسان ان گلہ بانوں کے ہاتھ وہ غلہ بیچتے تھے جو ان کے کنبہ کی ضرورتیں پوری کرنے کے بعد بچ جاتا تھا۔ لیکن جب انہوں نے دیکھا کہ اناج دے کر بھیڑیں ہاتھ آتی ہیں تو وہ زیادہ اناج پیدا کرنے لگے۔ کچھ غلے سے وہ اپنی ضرورتیں پوری کرتے تھے لیکن کچھ بیوپار کے کام آتا تھا"

نعیم: "لیکن انکل یہ گاؤں شہر کس طرح بن گئے ہ؟"

انکل: "اس وادی کے بعض گاؤں ایسے تھے جو ترقی کر کے چھوٹے چھوٹے شہر بن گئے بعض نے بہت جلد ترقی کی بعض نے آہستہ آہستہ۔ جن دیہات نے بہت ترقی کی ان میں بعض تو ایسے تھے جن کی زمین دوسرے دیہات سے زیادہ زرخیز تھی۔ یہ ہم پہلے بھی بتا چکے ہیں۔ ان کے علاوہ اور دوسرے وہ گاؤں تھے جو گلہ بانوں کے راستے میں پڑتے تھے۔ اس لئے یہ گلہ بان زیادہ تر انہیں سے تجارت کرتے تھے"

انور: "انکل! ابتدائی زمانے کے شہروں میں جو لوگ رہتے تھے ان کا کوئی خاص نام ہے؟"

انکل: "ہاں بھئی! یہ اچھا سوال ہے۔ ابتدائی زمانے کے بعض شہر وادی کے جنوبی حصے میں بسائے گئے تھے۔ اس علاقے میں جو لوگ رہتے تھے وہ "سُمیری" کہلاتے تھے۔ اس لئے یہ علاقہ بھی "سُمیر" یا "سُمیریوں کا ملک" کہلانے لگا۔ یہاں کے دلدلی علاقوں میں بعض چھوٹے چھوٹے دیہات تھے جو بڑھتے بڑھتے شہر بن گئے۔ ہر شہر کے دیوتا الگ الگ تھے۔ ان کے مندر الگ تھے جن میں پروہت اور پجاری رہتے تھے۔ ہر شہر پر وہاں کا بڑا پروہت حکومت کرتا تھا۔ وہ لوگوں سے دیوتاؤں کی پوجا بھی کرواتا تھا۔ طرح طرح کے قانون بھی بناتا تھا جن پر سب لوگ عمل کرتے تھے۔

Digitized by khalafat Library Rabwah

سلطانہ: "وہ لوگ مندر کس قسم کے بناتے تھے؟"

انکل: "سمیریوں کے شہروں میں مندروں کی عمارتیں دوسری عمارتوں سے بڑی ہوتی تھیں۔ ان کے آس پاس کچی اینٹوں کے مکان، دکانیں اور کاریگروں کے چھوٹے چھوٹے کارخانے تھے۔ شہر کے گرد اونچی دیوار ہوتی تھی۔ جس سے باہر کھیت لہلہاتے نظر آتے تھے۔ کسان جو اور اسی قسم کے دوسرے غلوں کی کاشت کرتے تھے۔ لیکن کاشتکاری کے ساتھ بھیڑ بکریاں، گائیں، بیل اور سؤر بھی پالتے تھے۔"

انور: "انکل! آپ کو سمیریوں کے چند مشہور شہروں کے نام معلوم ہیں؟"

انکل: "ہاں صرف تین شہروں کے نام معلوم ہیں۔ کِش، ایرک اور اُر سمیریوں کے بڑے بڑے شہر تھے۔"

سلطانہ: "ان شہروں کے باشندے کس قسم کی زندگی بسر کرتے تھے؟"

انکل: "جو لوگ ان شہروں میں رہتے تھے وہ گاؤں، قصبوں اور چھوٹی چھوٹی بستیوں میں رہنے والے کسانوں سے زیادہ اچھی زندگی بسر کرتے تھے۔ ان کے پاس ضروریات زندگی کی چیزیں بھی زیادہ تھیں۔ اس کے علاوہ طرح طرح کے اوزاروں سے کام لیتے تھے جو گاؤں اور اوزاروں سے اچھے تھے۔"

ندیم: "شہر والے زیادہ خوشحال کیوں تھے؟"

انکل: "بھئی شہر والے اس لئے زیادہ خوشحال تھے کہ انہوں نے مل جل کر کام کرنا اور ایک دوسرے کا ہاتھ بٹانا سیکھ لیا تھا۔ انہوں نے مل کر دلدلوں کو صاف کیا۔ ان میں بستیاں بسائیں۔ پھر کھیتوں کو پانی دینے کے لئے نالیاں کھودیں۔"

سلطانہ: "کیا اُن کو اعلیٰ قسم کے اوزار مل سکتے تھے؟"

انکل: "تم ان کی زندگی کے رنگ ڈھنگ پر غور کرو تو یہ بات آسانی سے سمجھ میں آجاتی ہے۔ جو لوگ چھوٹی چھوٹی بستیوں میں آباد تھے یا بھیڑ بکریوں کے گلے لے کر چارے کی تلاش میں پھرتے رہتے تھے، اُن کا یہ حال تھا کہ ہر کنبے کے لوگ اپنی ضرورت کے سارے اوزار خود بناتے تھے ــــــ لیکن شہر والوں کا یہ حال نہیں تھا۔ اُن میں کچھ لوگ ایسے تھے جو صرف اوزار بنانے میں اپنا سارا وقت خرچ کر دیتے تھے۔ کچھ مٹی سے اعلیٰ درجے کے برتن بناتے تھے۔ کچھ کچی اینٹیں تیار کرتے تھے یا مکان بناتے تھے۔ کچھ سونے چاندی اور تانبے سے طرح طرح کے زیور تیار کرتے تھے اور کچھ ایسے تھے جنہیں

Digitized by khalafat Library Rabwah

کھیتی باڑی کے سوا اور کسی کام سے واسطہ نہیں تھا۔ غرض یہ لوگ بہت سے گروہوں میں بٹے ہوئے تھے اور یہ گروہ الگ الگ کام کرتے تھے اور اپنے اپنے کام میں انھوں نے بڑی مہارت پیدا کر لی تھی۔"

انور: "کیا لین دین اور بیوپار نے شہر والوں پر اچھا اثر ڈالا؟"

انکل: "ہاں بھئی! لین دین اور بیوپار نے شہر والوں کی حالت پر بڑا اچھا اثر ڈالا اور وہ بہتر زندگی بسر کرنے لگے۔ اس طرح ایک پیشے والا دوسرے پیشے والے کے لیے معزز اور محترم ہو گیا اور بے شمار مختلف پیشوں کا قیام عمل میں آگیا۔"

مطلفانہ: "لیکن انکل! شہر والوں کو اس بات سے سب سے زیادہ کیا فائدہ پہنچا؟"

انکل: "بھئی شہر والوں کو سب سے زیادہ فائدہ یہ ہوا کہ اس طرح بغیر سیکھنے یا سکھانے اور ایک دوسرے کے خیالات سے فائدہ اٹھانے کے زیادہ مواقع ملنے لگے ——— شہروں میں بہت سے لوگ بستے تھے وہ ایک دوسرے سے ہر روز ملتے تھے۔ آپس میں باتیں بھی کرتے تھے۔ ایک دوسرے کو کام کرتے بھی دیکھتے تھے۔ ایک شخص کو کوئی بات سوجھتی تھی تو وہ اپنے پڑوسی سے اس کا ذکر کرتا تھا وہ اس پر سوچ بچار کرتا تھا تو اسے کوئی نئی بات سوجھ جاتی تھی۔ غرض کپڑوں، اوزاروں، برتنوں وغیرہ کے لین دین کے ساتھ ساتھ آپس کے میل جول کی وجہ سے خیالات کا لین دین بھی ہوتا تھا۔"

ندیم: "اس طرح تو شہروں نے بھی ترقی کی ہوگی۔"

انکل: "ہاں ایسا ہی ہے ——— بیوپار کی وجہ سے بھی شہر والوں کو بہت کچھ سیکھنے کا موقع ملا۔ جو بیوپاری ایک شہر سے مال لے کے کسی دوسرے شہر میں جاتے تھے وہ وہاں کے مال کے ساتھ ساتھ بہت سے نئے خیالات بھی لے آتے تھے مثلاً جو سمیری تاجر اپنے ملک کا مال لے کے دریائے نیل اور دریائے سندھ کی وادیوں میں گئے وہاں کے شہروں میں گھومے پھرے۔ اپنے ملک کا مال بیچا اور وہاں سے کچھ مال خرید کے اپنے وطن کو لوٹے۔ انھوں نے ان شہروں کے لوگوں سے بہت کچھ سیکھا ہوگا۔ وہ مال کے ساتھ ساتھ نئے خیالات بھی لائے ہوں گے پھر انھوں نے ان شہروں میں جو کچھ دیکھا ہوگا اپنے ہم وطنوں کو بھی ضرور بتایا ہوگا۔

Digitized by khalafat Library Rabwah

اس طرح انھوں نے ایک چھوٹی سی اچھائی اور خوبی کو ایک بڑی خوبی اور اچھائی بنا دیا ہوگا جس سے ان کا شہر زیادہ ترقی یافتہ ہوگیا۔"

سلطانہ: "کیا سمیری لکھنا پڑھنا جانتے تھے؟"

انکل: "ہاں بھئی۔ سمیری لکھنا پڑھنا بھی جانتے تھے۔ وہ نرم مٹی کی تختیوں پر لکھتے تھے اور لکڑی کے ٹکڑوں سے جو میخ کی طرح نوکیلے ہوتے تھے لکھنے کا کام لیا جاتا تھا اس طرح لوگوں کو بہت کچھ سیکھنے کا موقع ملا۔ کیونکہ جو بات لکھ لی جاتی ہے وہ بہت مدت تک جوں کی توں رہتی ہے ——— جو لوگ پڑھنا جانتے تھے وہ دوسرے ملکوں سے بہت کچھ سیکھ سکتے تھے بلکہ ان لوگوں کے خیالات سے بھی فائدہ اٹھا سکتے تھے جنہیں مرے ہوئے بہت مدت ہو چکی تھی۔ غرض جو لوگ شہر میں رہتے تھے وہ اپنے زمانے کے دوسرے لوگوں سے کئی باتوں میں بہت آگے تھے یعنی ان سے زیادہ مہذب یا متمدن تھے۔"

ندیم: "انکل متمدن سے کیا مراد ہے؟"

انکل: بھئی دیکھو۔ تمدن کے اصل معنی ہیں شہر میں بسنے کے ہیں۔ اسی سے متمدن بنا ہے جس کے معنی شہر والے کے ہوتے۔"

انور: "سمیریوں نے جو شہر بسائے تھے۔ کیا ان کا ایک دوسرے سے کوئی تعلق تھا؟"

انکل: "نہیں بھئی۔ سمیریوں نے جو شہر بسائے انھیں ایک دوسرے سے کوئی تعلق نہیں تھا۔ ہر شہر کے دیوتا الگ تھے۔ تیوہار الگ۔ پھر ہر شہر کا بڑا پروہت الگ تھا۔ جو شہر کا حاکم یعنی بادشاہ بھی تھا اور پروہت بھی۔ وہ اپنے شہر کے لوگوں کے فائدے اور آرام کے لئے قانون بھی بناتا تھا اور پوجا بھی کراتا تھا۔ کبھی کبھی زمین کے ایک ٹکڑے پر قبضہ کرنے کے لئے دو شہروں میں لڑائی بھی چھڑ جاتی تھی۔ دونوں کوشش کرتے تھے کہ لڑ بھڑ کے اس زمین پر قبضہ کر لیں لیکن ان شہروں کی حالت میں مدتوں تک کوئی فرق نہ آیا اور وہ یونہی ایک دوسرے سے الگ تھلگ رہ کر اپنا اپنا انتظام کرتے رہے۔"

سلطانہ: "انکل! آج کی باتیں کس قدر دلچسپ ہیں!"

انکل: "ہاں بھئی یہ سب باتیں بہت دلچسپ ہیں۔ آئندہ ہم پرانے زمانے کے ایک مشہور شہر "بابل" اور وہاں کے رہنے والوں کے بارے میں بات چیت کریں گے۔ اب تم لوگوں کو جانے کی اجازت ہے۔"

انور: "ٹھیک ہے انکل! خدا حافظ!"

سلطانہ، ندیم: "خدا حافظ انکل!"

●●

Digitized by khalafat Library Rabwah

زاہد الحسن زاہد لاہور

جا سکول!

منے شوق سے جا اسکول   سب سے اچھا ہے یہ اصول

ہوا سویرا جلدی جاگ
بستہ لے کر مکتب بھاگ
پڑیں گے ورنہ ہاتھ پہ رول
اچھا ہے تیرا اسکول   پیارا ہے تیرا اسکول

جا کر شوق سے لکھ اور پڑھ
محنت کر کے آگے بڑھ
پائے گا محنت کے پھول

شوق سے پڑھ اور شوق سے کھیل   خوب چلا محنت کی ریل

چھٹی ہو تو گھر کو آ!
رستے میں مت وقت گنوا
کپڑوں پر پڑتی ہے دھول

منے شوق سے جا اسکول   سب سے اچھا ہے یہ اصول

Digitized by khalafat Library Rabwah

شرارت

بشیر احمد حبیب ۔ ربوہ

طاہر اپنی والدہ کے ساتھ احمد کے گھر چھٹیاں گزارنے آیا ہوا تھا۔ طاہر بے حد شرارتی تھا لیکن احمد تو اس سے بھی دو قدم آگے نکلا۔

طاہر کے ابو ملک سے باہر تجارت کرتے تھے۔ اور احمد کے ابو پولیس میں ڈی ایس پی کے عہدہ پر فائز تھے۔

احمد اور طاہر نے چھٹیوں کو اچھی طرح گزارنے کے لئے گھر والوں کو تنگ کرنے کا ایک لمبا چوڑا منصوبہ بنایا۔

اسی دن انھوں نے منصوبے پر عمل کرتے ہوئے گھر والوں سے دو سکوٹروں کی فرمائش کر ڈالی۔ گھر والوں نے انھیں سمجھایا کہ ابھی تم چھوٹے ہو بڑے ہو جاؤ پھر چلانے کے لئے لینا!

لیکن صاحب اگر انھوں نے اپنی ضد سے باز ہی آنا ہوتا تو یہ شرارت ہی کیوں کرتے؟

آخر گھر والوں نے تنگ آکر صاف صاف جواب دے دیا کہ ابھی تمھیں سکوٹر کسی صورت نہیں لے کر دیا جا سکتا۔

دوپہر کے کھانے پر طاہر اور احمد نہ آئے تو سب پریشان ہو گئے۔ خاص طور پر طاہر کی امی تو بہت پریشان نظر آ رہی تھیں۔ احمد کے ابو نے ان کی ہمت بندھائی اور خود جیپ نکال کر انھیں دیکھنے کے لئے گھر سے نکل پڑے

اُدھر

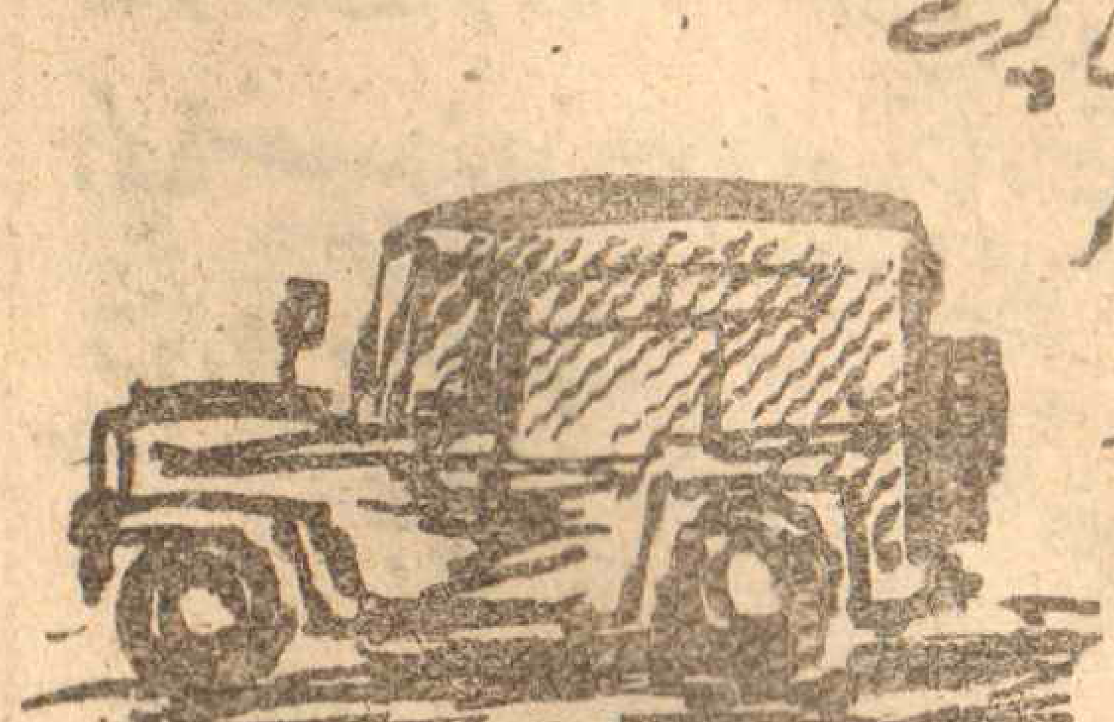

احمد اور طاہر سوچے سمجھے منصوبے کے تحت صبح ہی صبح اپنے دوست عامر کے گھر کی طرف چل پڑے۔ عامر ان کا گہرا دوست تھا۔ عامر، احمد اور طاہر کو دیکھ کر بہت خوش ہوا اور انھیں فوراً ڈرائینگ روم میں

Digitized by khalafat Library Rabwah

بٹھا کر ان کے لئے پانی وغیرہ کا انتظام کرنے لگا۔

"چلو اچھا ہوا بھئی تم آ گئے آج ہی میرے امی ابو اور بہن بھائی ماموں کے گھر گئے ہوئے ہیں شاید ہفتہ ڈیڑھ تک واپس نہ آئیں" عامر احمد کے ہاتھ میں شربت کا گلاس تھماتے ہوئے بولا

"چلو یہ بھی ہماری خوش قسمتی ہے کہ تمہارے والدین گھر پر نہیں ہیں" احمد بولا۔

"شاید قسمت ہم پر مہربان ہے" طاہر خالی گلاس میز پر رکھتے ہوئے بولا۔

"بھئی یہ قسمت وسمت کا کیا چکر ہے؟" عامر ہاتھ نچاتے ہوئے بولا۔

"بات دراصل یہ ہے" احمد نے بات شروع کی "کہ ہم نے ایک سکیم بنائی ہے کہ گھر والوں کو تنگ کیا جائے۔ ہم نے گھر والوں سے شرافت سے سکوٹر مانگے لیکن انھوں نے ہماری درخواست کو فوراً نامنظور کر دیا۔ اب ہم نے ایک منصوبہ بنایا ہے۔ اور آج سے اس پر عمل شروع ہو گیا ہے۔"

"بھئی کیسا منصوبہ؟" عامر نے بے چینی سے بولا۔

"صبر کرو! سب کچھ معلوم ہو جائے گا لیکن وقت آنے پر" اس بار طاہر نے کہا۔

اُدھر احمد اور طاہر کو گھر سے غائب ہوئے تین دن گزر چکے تھے۔ طاہر کی امی نے رو رو کر اپنا بُرا حال کر لیا تھا۔ احمد کی امی بھی بہت پریشان تھیں اور احمد کے ابو الگ پریشان تھے۔ وہ کئی جگہ تلاش کر چکے تھے مگر ان دونوں کا کوئی سراغ نہ ملا۔

اگلے روز وہ اسی پریشانی میں اپنے کمرے میں ٹہل رہے تھے کہ ایک نوکر نے انہیں ایک خط لا کر دیا۔

خط پڑھتے ہی ان کے ہونٹوں پہ

مسکراہٹ پھیل گئی۔ انھوں نے خط کو ایک بار پھر غور سے پڑھنا شروع کیا

"جناب الیاس صاحب!

اگر آپ اپنے بچوں کو زندہ دیکھنا چاہتے ہیں تو آج شام شہر سے باہر والے ٹیلے کے قریب درخت کی کھوہ میں سولہ ہزار روپیہ رکھ دیں۔ اگر دھوکا دینے کی کوشش کی گئی تو آپ کو آپ کے بچوں کی لاشیں ملیں گی۔"

اب بھی ان کے ہونٹوں پر مسکراہٹ تھی۔ پھر انھوں نے خط تہہ کر کے جیب میں ڈالا اور باہر نکل گئے۔

Digitized by khalafat Library Rabwah

دوسری طرف احمد اور طاہر شام ہونے سے پہلے ہی ٹیلے کے اوپر چڑھ کر بیٹھ گئے اور انتظار کرنے لگے۔ کافی دیر بعد ایک جیپ

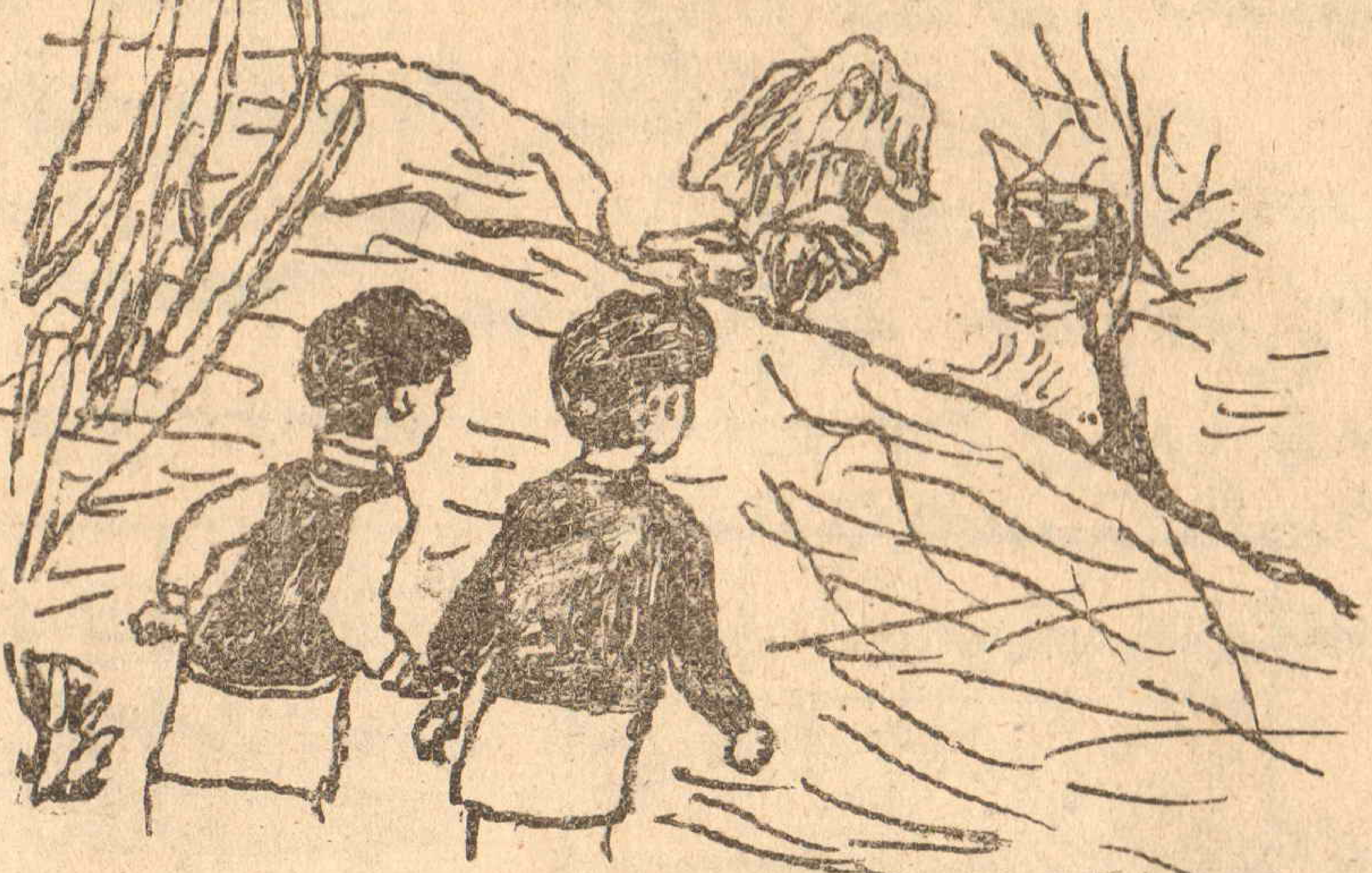

وہاں آ کر رکی۔ اس میں سے ایک آدمی نکلا جو یقیناً احمد کے ابو تھے۔ وہ اس درخت کے قریب آئے۔ ایک تھیلا درخت کی کھوہ میں رکھا اور جس طرف سے آئے تھے اسی طرف واپس چلے گئے۔

جب جیپ نظروں سے اوجھل ہو گئی تو احمد خوشی سے بے تاب ہو گیا اور چلایا۔ "آخر ابو دھوکہ کھا گئے۔" پھر انہوں نے تھیلا اٹھایا اور گھر کی سمت چل دیئے۔

گھر میں داخل ہوتے ہی انہوں نے نعرہ بلند کیا۔ جسے سن کر سب برآمدے میں نکل آئے سب سے آخر میں احمد کے ابو آئے۔

"ڈیڈی! اب تو خرید کے دیں گے نا سکوٹر؟"

احمد تھیلے والا ہاتھ بلند کر کے بولا۔

"یہ کیا کہہ رہے ہیں؟" طاہر کی امی حیران ہو کر بولیں۔

"امی جان! یہ وہ روپے ہیں جو ابو جان رکھ کر آئے تھے۔ وہ خط ہم نے ہی لکھا تھا۔" طاہر بڑے فخریہ انداز میں کہہ رہا تھا۔

"میرا خیال ہے اب تم کافی خوش ہو چکے ہو۔" احمد کے ابو بولے

"ظاہر ہے خوش نہیں ہوں گے تو کیا روئیں گے؟" احمد سینے پر ہاتھ مار کر بولا۔

"مجھے خط پڑھتے ہی علم ہو گیا تھا کہ خط تم نے لکھا ہے" احمد کے ابو نے بتایا۔

"ج... ج... ج ج... جی؟" دونوں بیک وقت چونکے۔

"تمہیں یاد ہے نا کہ میں نے تمہیں پچھلے دنوں ایک پین دیا تھا؟" احمد کے ابو نے پھر بات شروع کی۔

"جی ہاں وہ پین تو اب بھی میری جیب میں موجود ہے۔" احمد جیب پر ہاتھ رکھ کر بولا۔

"تم نے ایک غلطی یہ کی کہ خط کو اس پین

Digitized by khalafat Library Rabwah

سے لکھا۔" احمد کے ابو نے پھر کہنا شروع کیا۔
"کیونکہ اس پین سے لکھتے وقت کاغذ پر چھوٹے چھوٹے دھبے پڑ جاتے تھے اس وجہ سے یہ پین میں نے تمہیں دے دیا تھا۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ پوری سولہ ہزار کی رقم جس سے دو سکوٹر خریدے جا سکتے ہیں۔ ان دو باتوں کی وجہ سے مجھے تم پر شک ہوا۔

"لیکن ڈیڈی! اب روپیہ تو ہمارے ہاتھ میں ہے۔" احمد بولا۔

"ہاں ہاں! پوری بات تو سن لو بیٹے! احمد کے ابو نے کہا۔ "جب مجھے علم ہو گیا کہ خط تم نے ہی لکھا ہے تو مجھے بھی تمہاری طرح ایک شرارت سوجھی۔ آخر میں بھی تو تمہارا باپ ہوں۔ یہ کرنسی جعلی ہے اور اس کی قیمت دس روپے سے زیادہ نہیں۔"

احمد کے ہاتھ سے تھیلا گر پڑا اور دونوں اس طرح نظر آنے لگے جیسے کوئی خوشگوار خواب دیکھتے دیکھتے انہیں بیدار کر دیا گیا ہو۔

"خدا کی قسم!" احمد کے ابو فاتحانہ انداز میں پھر بولے۔ "اگر کوئی واقعی تمہیں پکڑ کر لے جاتا تو میں اسے کبھی روپیہ نہ دیتا۔ بلکہ ان کے ساتھ مقابلہ کرتا خواہ وہ ہماری گردن اڑا دیتے۔ اور ایسا میں صرف روپیہ بچانے کی خاطر نہیں بلکہ اپنے وطن عزیز کی خاطر کرتا۔"

اور یہ الفاظ ادا کرتے ہوئے ان کا لہجہ قومی جذبے سے سرشار تھا۔

○

محبت

- محبت یہ ہے کہ ہر اس شے کو چھوڑ دیا جائے جو خدا کی راہ میں ذرا بھی رکاوٹ پیدا کرتی ہو (ذوالنون مصری رح)
- جو محبت کا دعویٰ کرے اور مصیبت کے وقت چلائے وہ جھوٹا ہے۔ (قطب الدین بختیار کاکی رح)
- اے بلبل! محبت کرنا پروانہ سے سیکھ کہ اس کی جان گئی مگر آواز تک نہ آئی (سعدی رح)
- محبت وہ ہے جو وفا دیکھ کر زیادہ نہ ہو اور جفا دیکھ کر کم نہ ہو (یحییٰ معاذ رح)
- محبت میں مصیبت اس لئے آتی ہے کہ ہر کوئی اس کا دعویٰ نہ کرے (حضرت محبوب الٰہی رح)

(نصیر احمد قمر ربوہ)

○

Digitized by khalafat Library Rabwah

نئے سال کا تحفہ

جیبی کیلنڈر ۱۹۷۸ء

ہفتہ	اتوار	پیر	منگل	بدھ	جمعرات	جمعہ
۰	۱	۲	۳	۴	۵	۶

جنوری - اکتوبر	۷
فروری ، مارچ - نومبر	۳
اگست	۲
مئی	۱
جون	۴
ستمبر - دسمبر	۵
جولائی - اپریل	۶

طریقہ :

۱۹۷۸ء کے جس مہینے کی جس تاریخ کا دن معلوم کرنا ہو۔ اس تاریخ کو اس مہینے کے آگے لکھے ہوئے ہندسے میں جمع کریں جو جواب آئے اسے ۷ پر تقسیم کر دیں - حقیقتاً باقی بچے اسے اوپر دیئے گئے دنوں کے خانوں میں دیکھ لیں۔ اس ہندسے کے اوپر جو دن لکھا ہوگا۔ اس تاریخ کو وہی دن ہوگا۔

مثلاً ہمیں ۲۳ مارچ کا دن معلوم کرنا ہے ۲۳ مارچ کو آگے لکھے ہوئے ہندسے ۳ میں جمع کریں تو ۲۶ جواب آئے گا۔ ۲۶ کو ۷ پر تقسیم کریں۔ باقی ۵ بچے۔ چارٹ میں ۵ کے اوپر جمعرات لکھا ہے۔ پس ۲۳ مارچ ۱۹۷۸ء کو جمعرات کا دن ہوگا۔

منصور احمد طاہر
عزیز آباد کراچی

Digitized by khalafat Library Rabwah

گلہائے رنگا رنگ

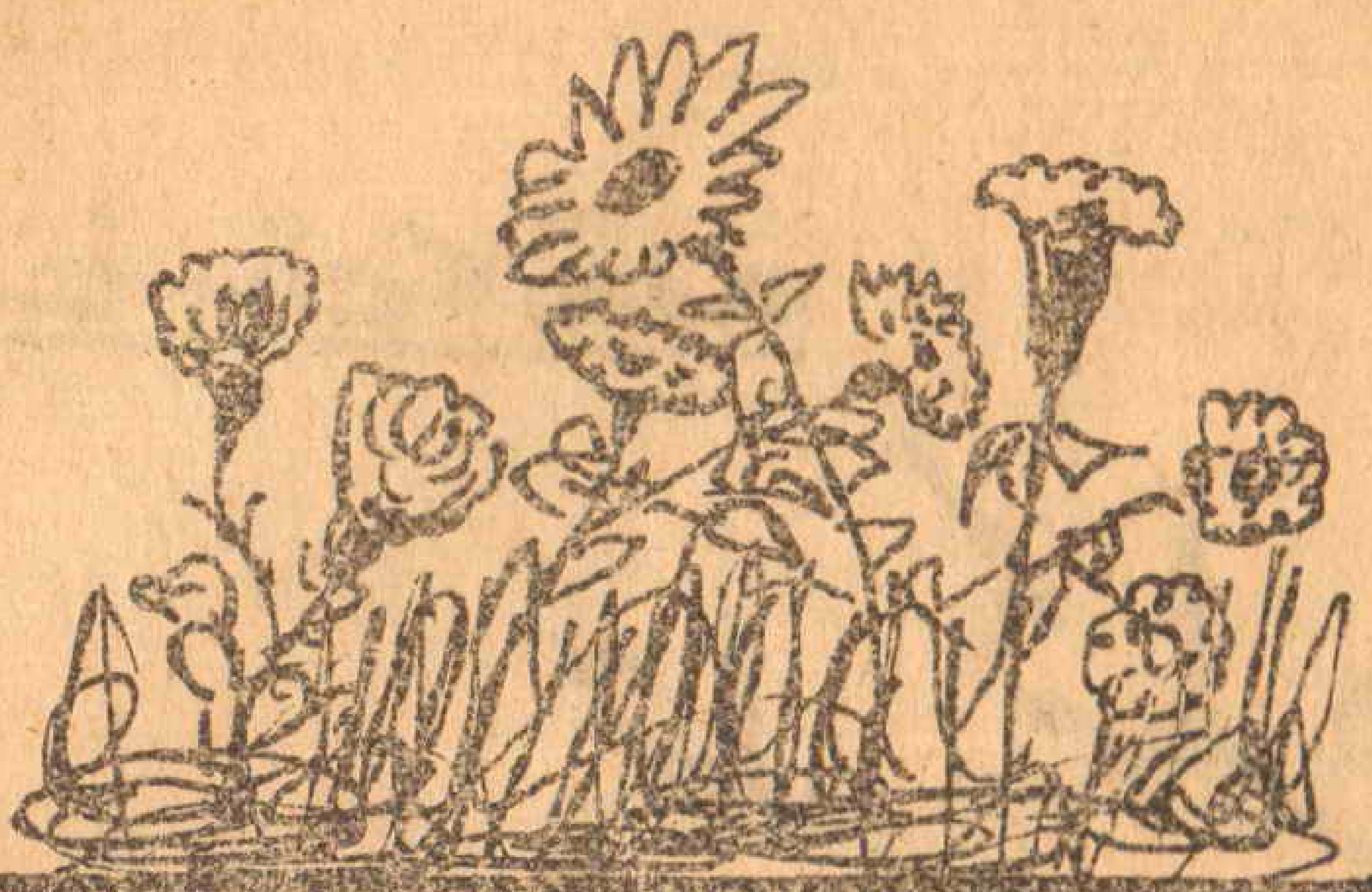

اسوۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور سیرۃ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی چند جھلکیاں

قبائل یمامہ کے ایک سردار ثمامہ بن اثال نے کئی اسلامی مہموں کو شدید نقصان پہنچایا تھا۔ آخر ایک مہم میں گرفتار ہو کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور پیش ہوا۔ آپ نے مسجد نبوی کے ایک ستون کے ساتھ اسے بندھوا دیا۔ مقصد یہ تھا کہ مسجد میں اسے مسلمانوں کی آمد و رفت سے اور نماز و عبادت سے واقفیت ہو جائے اور اسلامی معاشرہ پر غور و فکر کرنے کا اسے موقع مل سکے جب بھی حضورؐ اس کے پاس سے گزرتے تو اس سے دریافت فرماتے۔ "سنائیے! ثمامہ کیا حال ہے؟ اور تم کیا چاہتے ہو؟" وہ جواب دیتا۔ "اچھا ہوں اگر آپ مجھے معاف کر دیں تو آپ کا احسان یاد کروں گا اور مجھے آپ کبھی ناشکرگزار نہیں پائیں گے اور اگر آپ مجھے قتل کر دیں تو بھی اس سزا کا مستحق ہوں اور اگر مالی معاوضہ چاہیں تو جو آپ فرمائیں وہ ادا کر دوں گا۔"

تین دن تک آپؐ نے اسے اسی حالت

Digitized by khalafat Library Rabwah

میں رکھا اور تینوں دن یہی سوال و جواب ہوئے اس کے بعد آپؐ نے فرمایا۔ "ثمامہ کو چھوڑ دیا جائے۔ اب وہ گھر واپس جا سکتا ہے۔" ثمامہ رہائی پانے کے بعد مسجد کے قریب ہی ایک تالاب میں جاکر نہایا اور واپس آکر عرض پرداز ہوا کہ "خدا کی قسم اس سے پہلے روئے زمین پر سب سے زیادہ آپؐ مجھے بُرے لگتے تھے۔ لیکن آپؐ کے اخلاق کریمانہ اور حسن معاشرت دیکھ کر اب میں آپ کا اس قدر گرویدہ ہو گیا ہوں۔ اب ساری زمین پر آپ سے زیادہ مجھے کوئی پیارا نہیں۔ خدا کی قسم سب سے زیادہ مجھے آپ کا مذہب ناپسند تھا لیکن اب مجھے اس سے زیادہ کوئی مذہب پیارا نظر نہیں آتا۔ خدا کی قسم آپ کا شہر مجھے سخت ناپسند تھا اور اب اس جیسا پیارا اور اچھا شہر میرے نزدیک روئے زمین پر کوئی نہیں۔ اب میں مسلمان ہوتا ہوں اور گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمدؐ اس کے برگزیدہ بندے اور رسول ہیں"

اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اجازت سے ثمامہ مکہ میں عمرہ کے لئے گئے۔ تو اہل مکہ نے کہا:

"اے ثمامہ! سنا ہے تو بے دین ہو گیا ہے اس لئے ہم تجھے قتل کرتے ہیں۔"

ثمامہ نے کہا۔ میں بے دین نہیں ہوا بلکہ اس سے بہتر دین یا خدا کے دین میں داخل ہوا ہوں۔ خدا کی قسم تمہارے لئے سارا غلّہ یمامہ سے آتا ہے۔ اور اگر تم نے مجھے تنگ کیا تو تمہیں وہاں سے گندم کا ایک دانہ بھی نہیں مل سکے گا۔" اس پر قریش ڈر گئے۔ لیکن پھر بھی انہوں نے آپ کو بہت تنگ کیا۔

جب ثمامہ واپس یمامہ پہنچے تو انہوں نے اپنی قوم کو کہا۔ "خبردار مکہ والوں کے ہاتھ غلّے کا ایک دانہ بھی فروخت نہ کیا جائے!"

اہل مکہ اس گرفت سے بہت تنگ ہوئے اور بھوکوں مرنے لگے اس پر انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں خط بھیجا کہ صلہ رحمی میں آپؐ کا مقام بہت ہی ممتاز ہے۔ پھر کیا بات ہے کہ یا تو جنگوں میں ہمارے باپ تو قتل ہو گئے اب ان کی اولاد کو بھی آپ بھوک سے ہلاک کر رہے ہیں!"

اس پر آپؐ نے ثمامہ کو لکھا کہ اہل مکہ کے ساتھ حسب دستور سابق خرید و فروخت جاری رکھو اور ان کا غلّہ بند نہ کرو۔ کیونکہ دشمن کو بھوکا مارنا اچھی بات نہیں۔

عمران بن حصین کی روایت ہے کہ ہم ایک مہم میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہم سفر تھے۔ پانی ساتھ نہیں تھا۔ راستے میں سخت پیاس لگی۔ لوگوں نے اس تکلیف کی

Digitized by khalafat Library Rabwah

شکایت حضورؐ کے پاس کی۔ آپ سواری سے اُتر پڑے اور حضرت علیؓ اور ایک اور شخص کو بُلا کر پانی کی تلاش میں روانہ کیا۔ یہ ادھر ادھر پھرتے رہے۔ آخر انہیں ایک عورت ملی۔ جو اپنے اونٹ پر دو مشکیزے لادے خود ان کے درمیان بیٹھی چلی جا رہی تھی۔ انھوں نے اس عورت سے پوچھا۔ "پانی کہاں سے ملے گا؟" اس نے کہا۔ "پانی یہاں سے اتنی دور ہے کہ کل اس وقت وہاں سے پانی لے کر چلی ہوں۔ گویا چلتے ہوئے چوبیس گھنٹے ہو چکے ہیں۔" ان دونوں نے اس عورت کو کہا ہمارے ساتھ چل!" وہ کہنے لگی۔ "کہاں چلوں؟" انھوں نے کہا۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور۔

عورت نے پوچھا۔ "وہی جس کے متعلق ہے کہ وہ بے دین ہو گیا ہے؟"

انھوں نے کہا "ہاں وہی جس کے متعلق تم یوں کہتی ہو!" پھر وہ دونوں اسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لے آئے اور ساری بات آ کر سنائی۔

عورت کو اونٹ پر سے اتارا گیا اور ایک بڑا برتن لا کر مشکیزوں کا منہ اس میں کھول دیا گیا۔ لوگ آئے اور اپنے ظروف بھر کر لئے۔ پانی پیا [illegible] کتنے سو انسان اس [illegible] کی [illegible] سیراب ہو گئے

حاجت تھی۔ اس نے بھی پانی لیا۔ عورت حیران و ششدر کھڑی سارا نظارہ دیکھ رہی تھی۔

راوی کہتا ہے۔ "خدا کی قسم جب پانی بہنا بند کیا گیا تو یوں نظر آتا تھا جیسے دونوں مشکیزے پہلے سے بھی زیادہ بھرے ہوئے ہیں۔"

یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معجزانہ برکت سے پانی کی مقدار میں باوجود استعمال کے کوئی کمی نظر نہ آئی۔

اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "اس عورت کے لئے کچھ جمع کرو!"

چنانچہ لوگوں نے کھجوریں، آٹا، ستو اچھی خاصی مقدار میں جمع کر کے ایک کپڑے میں باندھ دیئے اور عورت کے حوالے کر کے اسے اونٹ پر سوار کرا دیا۔ جب وہ چلنے لگی۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے فرمایا:

"تم جانتی ہو کہ ہم نے تمہارے پانی میں سے کچھ کم نہیں کیا۔ یہ تو ایک ظاہری واسطہ تھا ورنہ ہمیں تو اللہ تعالیٰ نے پلایا ہے۔"

عورت وہاں سے اپنے قبیلے میں آئی لوگوں نے اس سے پوچھا:

"اتنی دیر کہاں رہی ہو؟"

اس نے جواب دیا۔ "ایک عجیب و غریب حیرت ناک نظارہ دیکھ کر آئی ہوں"

اور پھر سارا واقعہ ان سے بیان کرتے

Digitized by khalafat Library Rabwah

ہوئے کہا:-

"خدا کی قسم یہ شخص یا تو روئے زمین پر سب سے بڑا جادوگر ہے یا پھر واقعی اللہ تعالیٰ کا سچا رسول ہے۔"

اس کے بعد مسلمان ارد گرد کے مشرکوں کے خلاف مختلف مہمیں سر کرتے رہے۔ لیکن وہ اس عورت کے قبیلے سے تعرض نہ کرتے۔

آخر ایک دن اس عورت نے اپنے قبیلہ والوں سے کہا کہ مسلمانوں کی پاسداری دیکھئے ہمارے ارد گرد کے سارے قبیلے گرفت میں آ چکے ہیں لیکن صرف اس وجہ سے کہ ایک دفعہ انھوں نے مجھ سے پانی لیا تھا ـــ بطور اظہار پاسداری وہ ہم سے کوئی تعرض نہیں کرتے۔ ایسے اچھے لوگوں سے الگ رہنا بدنصیبی نہیں تو اور کیا ہے؟ آؤ ہم سب مسلمان ہو جائیں! اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث بنیں!

چنانچہ سارے قبیلے نے اس کی بات مان لی اور اسلام میں داخل ہو گئے۔

ایک انصاری کی روایت ہے کہ ایک مرتبہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ سفر میں تھا۔ بھوک محسوس ہوتی کچھ پاس نہ تھا سامنے کافروں کی کچھ بکریاں نظر آئیں۔ انہیں پکڑ کر ذبح کیا۔ گوشت بنایا اور ہنڈیا چڑھا دی۔ اتنے میں اس واقعہ کا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو علم ہوا۔ آپؐ تشریف لائے آپؐ کے دست مبارک میں کمان تھی۔ اس سے ہنڈیا الٹ دی اور ارشاد فرمایا:-

"لوٹ کی چیز مردار سے زیادہ حلال نہیں"

خیبر کے یہودیوں کی شرارتوں سے تنگ آ کر علاقہ کے چند مسلمانوں نے ان کے جانور لوٹ لئے۔ اور ان کے باغوں سے پھل توڑ لیئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب اس کا علم ہوا تو سخت ناراضگی کا اظہار فرمایا اور فرمایا:-

"اللہ تعالیٰ نے تمہیں یہ اجازت نہیں دی کہ تم رضامندی حاصل کئے بغیر اہل کتاب کے گھروں میں گھس جاؤ۔ اسی طرح یہ بھی جائز نہیں کہ ان کی عورتوں کو مارا جائے یا ان کے پھل توڑے جائیں۔"

(مرسلہ: شائستہ جبین ربوہ)

حضرت المصلح الموعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ:-

"ایک دفعہ حضرت صاحب (حضرت مسیح موعود علیہ السلام) کچھ بیمار تھے اس لئے جمعہ کے لئے مسجد نہ جا سکے۔ میں اس وقت بالغ نہیں تھا کہ بلوغت والے احکام مجھ پر جاری ہوں تاہم میں جمعہ پڑھنے کے لئے مسجد کو جا رہا تھا۔ کہ ایک شخص مجھے ملا۔ اس وقت کی عمر کے لحاظ سے

Digitized by khalafat Library Rabwah

تو شکل اس وقت یاد نہیں رہ سکتی مگر اس وقت کا اثر مجھ پر ایسا ہوا کہ اب تک مجھے اس شخص کی صورت یاد ہے۔ محمد بخش ان کا نام ہے وہ اب قادیان میں ہی رہتے ہیں۔ میں نے ان سے پوچھا کہ آپ واپس آ رہے ہیں کیا نماز ہو گئی ہے؟ انہوں نے کہا۔ آدمی بہت ہیں مسجد میں جگہ نہیں ملتی۔ میں واپس آ گیا۔ میں بھی یہ جواب سن کر واپس آ گیا اور گھر میں آ کر نماز پڑھ لی۔ حضرت مسیح موعودؑ نے یہ دیکھ کر مجھ سے پوچھا کہ مسجد میں نماز پڑھنے کیوں نہیں گئے؟.... ..... میں نے دیکھا کہ آپؑ کے پوچھنے میں ایک سختی تھی اور آپؑ کے چہرے سے غصہ ظاہر ہوتا تھا۔ آپؑ کے اس رنگ میں پوچھنے کا مجھ پر بہت ہی اثر ہوا۔ جواب میں میں نے کہا کہ میں گیا تو تھا لیکن جگہ نہ ہونے کی وجہ سے واپس آ گیا۔ آپ سن کر خاموش ہو گئے۔ لیکن جس وقت جمعہ پڑھ کر مولوی عبدالکریم صاحبؓ آپ کی طبیعت کا حال پوچھنے کے لئے آئے تو سب سے پہلی بات جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آپ سے دریافت کی وہ یہ تھی کہ آج لوگ مسجد میں زیادہ تھے؟ اس وقت میرے دل میں سخت گھبراہٹ پیدا ہوئی....... مولوی عبدالکریمؓ نے جواب دیا۔ حضور آج واقعہ میں بہت لوگ تھے۔"

حضرت میاں خیرالدین سیکھوانیؓ نے بیان کیا ہے:۔

"ایک دفعہ حضور علیہ السلام معہ اصحاب اس راستہ کی طرف جو پکوں ٹھٹھیوں کا راستہ متصل محلہ خاکروباں بٹالہ کو جاتا ہے۔ سیر کو تشریف لے گئے۔ واپسی پر راستہ کے ایک طرف درخت کیکر کسی کا گرا ہوا تھا بعض دوستوں نے اس کی کچھ شاخیں کاٹ کر مسواکیں بنا لیں۔ حضورؑ کے ساتھ اس وقت حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ بھی تھے۔ جن کی عمر اس وقت ۱۰-۱۲ سال تھی۔ ایک مسواک کسی بھائی نے ان کو دے دی اور انہوں نے بوجہ بچپن کی بے تکلفی کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے کہا کہ "ابا مسواک لے لیں۔" حضورؑ نے جواب نہ دیا۔ پھر دوبارہ بھی کہا۔ حضورؑ نے پھر جواب نہ دیا۔ سہ بارہ پھر کہا کہ ابا یہ مسواک لے لیں۔ تو حضورؑ نے مسکراتے ہوئے فرمایا کہ پہلے یہ بتاؤ کہ مسواکیں کس کی اجازت سے لی گئی ہیں؟

اس فرمان کے سنتے ہی سب نے مسواکیں زمین پر پھینک دیں۔"

حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ نے بیان کیا کہ:۔

"ایک دفعہ میں وضو کے واسطے پانی کی تلاش میں لوٹا ہاتھ میں لئے اس دروازہ سے اندر گیا جو مسجد مبارک میں سے حضرت صاحب کے اندرونی مکانات کو جاتا تھا تو وہاں حضرت

Digitized by khalafat Library Rabwah

صاحبؑ کے کسی خادم کو لوٹا دے کر پانی اندر سے منگواؤں۔ اتفاقاً اندر سے حضرت صاحبؑ تشریف لائے۔ مجھے کھڑے دیکھ کر فرمایا۔ آپ کو پانی چاہیئے؟ میں نے عرض کی۔ ہاں۔ حضورؑ نے لوٹا میرے ہاتھ سے لے لیا اور فرمایا۔ میں لا دیتا ہوں۔ اور حضورؑ اندر سے پانی ڈال کر لے آئے اور مجھے عطا فرمایا۔"

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے رضی نے بیان فرمایا کہ:-

"گھر کے کام کاج میں بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طبیعت نہایت درجہ سادہ اور تکلفات سے آزاد تھی۔ ضرورت کے موقعہ پر نہایت معمولی کام اپنے ہاتھ سے کر لیتے تھے اور کسی کام میں عار نہیں محسوس کرتے تھے۔ مثلاً چارپائی یا کرسی اٹھا کر ادھر ادھر رکھ لینا۔ بستر بچھانا یا لپیٹنا۔ کسی مہمان کے لئے کھانا یا ناشتہ کے برتن اٹھا کر ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جانا وغیرہ وغیرہ۔ خاکسار کو یاد ہے کہ وبائی امراض کے ایام میں بسا اوقات حضرت مسیح موعود علیہ السلام خود بھنگیوں کے سر پر کھڑے ہو کر نالیوں کی صفائی کرواتے تھے اور بعض اوقات نالیوں میں خود اپنے ہاتھ سے پانی بہا کر فینائل وغیرہ ڈالتے تھے۔ غرض حضرت صاحبؑ کی زندگی ہر جہت سے بالکل سادہ اور تکلفات کی آلائش سے بالکل پاک تھی۔"

نیز فرمایا:-

"بسا اوقات کام کے انہماک میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کھانا اور سونا تک بھول جاتے تھے اور ایسے موقعوں پر آپ کو کھانے کے متعلق بار بار یاد کرا کے احساس پیدا کرنا پڑتا تھا۔ کئی مرتبہ ایسا اتفاق ہوا۔ کہ تصنیف کے کام میں آپؑ نے ساری ساری رات خرچ کر دی اور ایک منٹ کے لئے بھی آرام نہیں کیا۔ اس قسم کے واقعات شاذ کے طور پر نہیں تھے بلکہ کام کے زور کے ایام میں کثرت کے ساتھ پیش آتے رہتے تھے اور دیکھنے والے حیران ہوتے تھے کہ آپ کی خلقت میں کس پاک ہستی کا خمیر ہے کہ فرائض منصبی کی ادائیگی میں اپنے نفس کے ہر آرام کو فراموش کر رکھا ہے۔"

(مرسلہ: عبد السلام طارق ربوہ)

○

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمایا کرتے تھے کہ ہماری جماعت کے آدمیوں کو چاہیئے کہ کم از کم تین دفعہ ہماری کتابوں کا مطالعہ کریں اور فرمایا کرتے تھے۔ جو ہماری کتب کا مطالعہ نہیں کرتا اس کے ایمان کے متعلق مجھے شک ہے۔

○

Digitized by khalafat Library Rabwah

ایک عجیب اور دلچسپ پادری

مرسلہ: محمد اکرم خالد - ربوہ

سنہ ۱۹۱۷ء میں جبکہ حضرت مفتی صاحب رضؓ (مفتی محمد صادق صاحب) مرحوم اور قاضی عبداللہ صاحب لندن میں تبلیغ اسلام کا فریضہ انجام دے رہے تھے۔ تو ایک روز ریلوے اسٹیشن پر دونوں مبلغین کو ایک بہت ہی عجیب اور دلچسپ پادری صاحب سے واسطہ پڑا جو پڑھے لکھے تھے۔ گفتگو پادری صاحب کی ہمارے مبلغین سے ہوئی وہ سننے کے قابل ہے۔ تو لیجئے! وہ گفتگو آپ بھی سنیئے!

پادری: (حضرت مفتی صاحب کی طرف مخاطب ہو کر) "آپ کا نام کیا ہے؟"

مفتی صاحب: "میرا نام محمد صادق ہے۔"

پادری: "او محمد...... محمد صادق، محمد...... آپ محمد کو مانتے ہیں۔ نجات تو یسوع مسیح کے ماننے ہی سے ہے جو پھانسی پا گیا جس نے صلیب قبول کی۔"

مفتی صاحب: "جب وہ خود ہی پھانسی پا گیا تو کسی اور کو کیا نجات دلائے گا۔ دریا میں خود ڈوبنے والا دوسروں کو کیا بچائے گا ہمارا محمد خود بھی پار گیا۔ اوروں کو بھی ساتھ لے گیا۔"

پادری: "مگر یسوع نے تو خود پھانسی کو قبول کیا تھا۔"

مفتی صاحب: "جس کی نیت اپنے لئے ایسی تھی وہ کسی اور کا کیا بھلا کرے گا۔ مگر ہمارے محمد نے اپنا اور سب کا بھلا کیا۔"

اس پر پادری نے جو حضرت مفتی صاحب رضؓ کے برجستہ جواب سے بہت گھبرا گئے تھے۔ مفتی صاحب کو چھوڑ کر قاضی صاحب کی طرف توجہ کی اور کہنے لگا۔ "آپ کا کیا نام ہے؟"

قاضی صاحب: "میرا نام ہے۔ محمد عبداللہ!"

پادری: "او۔ محمد۔ یہ بھی محمد وہ بھی محمد۔ دونوں محمد۔ یسوع خدا ہے اُسے کیوں نہیں مانتے؟"

قاضی صاحب: "جس نے عورت کے پیٹ سے جنم لیا ایسے خدا کو کس طرح مانیں اور......"

Digitized by khalafat Library Rabwah

ابھی قاضی صاحب یہیں تک کہنے پائے
تھے کہ پادری نے گھبرا کر کہا :-
"میری گاڑی کا وقت ہو گیا ہے اب
مجھے فوراً جانا ہے۔"
یہ کہہ کر بے تحاشا بھاگے۔ مگر کچھ ایسے
حواس باختہ ہوئے۔ کبھی اس پلیٹ فارم پر
جاتے کبھی اُس پر۔ جب پادری کو کوئی راستہ نہ
ملا تو واپس آکر مایوسانہ لہجہ میں بولے۔
"آپ کے ساتھ باتیں کرنے سے میں
گاڑی سے رہ گیا۔ اور گاڑی جا چکی ہے"۔
مفتی صاحب: "دیکھئے یسوع نے آپ کی کچھ
مدد نہ کی۔"
پادری: "اس کی مرضی۔ وہ دینے والے کو دیتا
ہے اور مدد کرنے والے کی مدد کرتا ہے"
مفتی صاحب: "اس کی مرضی تو آپ کے حق
میں کچھ اچھی نہیں معلوم ہوتی۔ کیا آپ
نے یسوع مسیح کو دیکھا ہے؟"

پادری: "میں نے کبھی نہیں دیکھا۔ آپ خدا
کی طرف متوجہ رہیں!"
مفتی صاحب: "میں نے الحمدللہ مسیح کو بھی
دیکھا اور خدا کی طرف بھی متوجہ ہوں۔
اب آپ بھی صرف ایک خدا کو مانیں تب
نجات ملے گی۔"
قاضی صاحب: "میں نے بھی مسیح کو دیکھا جو
یسوع مسیح سے بھی بڑا ہے اور سات
سال اُس کے ساتھ گزارے ہیں۔"
یہ سنتے ہی پادری صاحب پھر بھاگنے لگے اور فرمانے لگے۔
قریب ایک اگلا سٹیشن ہے وہاں سے شاید گاڑی مل جائے
غرض ادھر ادھر پھر کر پادری پھر آگیا۔
مفتی صاحب: "اچھا اپنا نام و پتہ تو لکھوا دیجئے!"
پادری: "میرا نام 'جان' ہے"
مفتی صاحب: "وہی جان جو یسوع کا مرشد تھا اور اس
نے یسوع کو گناہوں سے صاف کیا تھا۔"
پادری: "یسوع نہیں۔ وہ جان مجھ سے بڑا تھا میں جانتا ہوں۔"

اور یہ کہہ کر فوراً چل دیئے ——

(ماخوذ از "لطائف صادق")

o

"سحر خیزی میں پیر مرد دل کا سبقت لے جانا تیرے لئے باعث ندامت ہے"۔

(مرسلہ: چوہدری محمد یونس شاہد۔ سعد کی ضلع گجرات)

o

Digitized by khalafat Library Rabwah

پیارا وطن

برکات احمد عرفان۔ کراچی

سارے جہاں سے پیارا، پیارا وطن ہمارا
آنکھوں کا سب کی تارا، پیارا وطن ہمارا

پرچم زمانے بھر میں لہرائیں گے وطن کا
دے گا ہمیں سہارا، پیارا وطن ہمارا

ہے اس کا گوشہ گوشہ فردوس کا نمونہ
حوروں نے ہے سنوارا، پیارا وطن ہمارا

ہم ہیں وطن کے والی ہم ہیں وطن کے وارث
بے شک ہے حق ہمارا، پیارا وطن ہمارا

کیوں کر نہ فرض سمجھیں اپنے وطن کی خدمت
جینے کا ہے سہارا، پیارا وطن ہمارا

اپنے وطن میں رہ کر کیوں اپنا فرض بھولیں
یہ کیوں کریں گوارا، پیارا وطن ہمارا

Digitized by khalafat Library Rabwah

میرا گاؤں

"گولیکی"

سید حسن طاہر بخاری نہم (ای) ربوہ

میرا گاؤں گولیکی ـــــ گجرات شہر سے تقریباً ۱۲ کلومیٹر دور مغرب میں دریائے چناب کے دائیں کنارے پر واقع ہے۔ ضلع بھر میں اس گاؤں سے زیادہ مؤدب، ترقی یافتہ اور خوبصورت گاؤں شاید ہی کوئی ملے۔

گولیکی ـــــ زمانہ قدیم سے ہی علم و عرفان کا مرکز رہا ہے۔ آج سے تقریباً دو صدی پیشتر یہاں ایک بزرگ حضرت مولانا بدر الدین صاحب تھے۔ جن کی بدولت دینی علوم کے سوتے پھوٹ نکلے اور انہوں نے دینی اور قرآنی تعلیم کے چشموں سے علاقہ بھر کے تشنہ لوگوں کو سیراب کیا۔ محترم مولانا امام الدین صاحب رضی اللہ عنہ انہی کے فرزند ارجمند تھے اور اپنے وقت کے جید اور متبحر علماء میں سے تھے۔ آپ کو ضلع گجرات میں غالباً سب سے پہلے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعویٰ مہدویت کو قبول کرنے کا شرف حاصل ہوا اور حضور علیہ السلام اور قادیان سے کچھ ہی عرصہ بعد اس درجہ عشق پیدا ہوا کہ سب کچھ چھوڑ چھاڑ قادیان جا بسے۔ محترم مولانا قاضی محمد ظہور الدین اکمل اور محترم مولانا قاضی محمد نور الدین اجمل آپ ہی کے صاحبزادگان تھے۔ آپ کے شاگردوں میں محترم مولانا غلام رسول صاحب وزیر آبادی رحمۃ اللہ، محترم مولانا غلام رسول صاحب لنگوی رحمۃ اللہ اور محترم مولانا غلام رسول صاحب راجیکی رضی اللہ عنہ کے اسماء سلسلہ احمدیہ میں ہمیشہ یاد رکھے جائیں گے۔ بنا برین گولیکی دینی علوم کا گہوارہ رہا ہے اور علاقہ بھر کے شائقین علم و دانش اس چھوٹے سے گاؤں سے فیض یاب ہوتے رہے۔

اس گاؤں کی وجہ تسمیہ روایات کے مطابق یہ بیان کی جاتی ہے کہ اس علاقہ میں دریا کے ساتھ ساتھ ایک متمول ہندو خاندان کی جاگیریں تھیں۔ جب یہ جاگیریں سربراہ کے مرنے کے بعد اس کے بیٹے بیٹیوں میں تقسیم ہوئیں تو ہر ایک نے اپنے اپنے حصہ کی جاگیروں میں علیحدہ علیحدہ گاؤں آباد کئے۔ ان میں سے ایک کا نام "گرے رام" تھا۔ چنانچہ انہی کے نام کی

Digitized by khalafat Library Rabwah

نسبت سے یہ گاؤں "گولیکی" آباد ہوا

گولیکی کے شمال میں قریباً ۴ کلومیٹر کے فاصلہ پر ضلع کا مشہور قصبہ "منگووال" گجرات سرگودھا روڈ پر واقع ہے۔ اسی طرف ایک نئی پختہ سڑک "سہماں روڈ" ہے جو گجرات سے ملکوال تک جاتی ہے۔ نہایت سایہ دار اور خوبصورت مناظر سے گھری ہوئی ہے۔ یہ سڑک ہمارے گاؤں سے صرف ۱/۲ کلومیٹر کے فاصلہ سے گزرتی ہے۔ جو اس وسیع علاقہ کا واحد ذریعہ آمد و رفت ہے۔ مغرب میں کھوجیانوالی - ننگے - سعد اللہ پور اور جوکالیاں ایسے دیہات دریا کے ساتھ ساتھ چلے جاتے ہیں۔ مشرق میں شادیوال ایک بڑا قصبہ ہے جہاں نہر اپر جہلم پر "شادیوال ہائیڈل پراجیکٹ" بنا ہوا ہے اور قابل دید بجلی گھر ہے۔ یہ بجلی گھر یہاں سے ۴ کلومیٹر کے فاصلہ پر واقع ہے اور جنوب میں ۳ کلومیٹر کے فاصلہ پر دریائے چناب اپنی تمام تر جولانیوں کے ساتھ کبھی شور مچاتا اور کبھی گنگناتا رواں دواں ہے۔ اسی جگہ ملک کا مشہور ترین ہیڈ ———

"ہیڈ خانکی" ہے جو قابل دید مقام ہے۔ یہ ہیڈ ایک طرف ہمارے گاؤں اور دوسری طرف "خانکی" سے ملا ہوا ہے۔ یہاں دریا کا پاٹ ۲ ۱/۴ کلومیٹر چوڑا ہے۔ اس جگہ دلچسپی کی بات یہ ہے کہ کوئی ایسا پل نہیں جو دریا کے دونوں کناروں کو ملا سکے بلکہ ایک ایم فرنگ سے

تین پل اس طرح بنے ہوئے ہیں کہ ایک اس کنارے سے۔ دوسرا دوسرے کنارے سے اور تیسرا پل دریا کے عین وسط میں بنا ہوا ہے۔ ان پلوں کو ایک پتھروں کی بنی ہوئی سڑک آپس میں ملاتی ہے۔ جو دریا کے بیچوں بیچ بنی ہوئی ہے اور صرف سردیوں کے موسم میں جب دریا کا پانی نہر میں ڈالنے کے لئے روک لیا جاتا ہے تو یہ سڑک متعلقہ افسروں کی آمد و رفت کے لئے کھلی رہتی ہے۔ یہ "ویر لائن" (WEAR

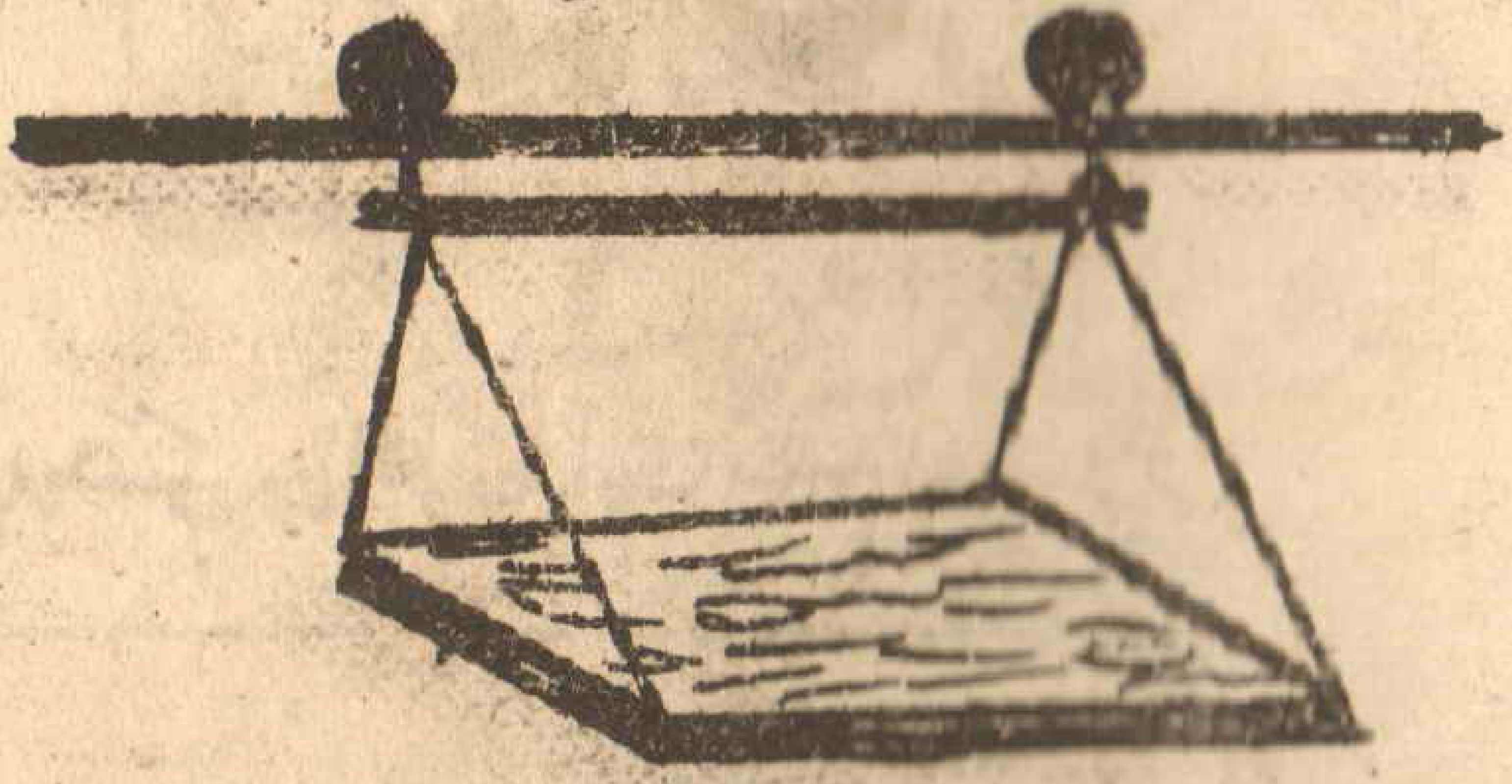

LINE) کہلاتی ہے۔ عام حالات میں "جھولے" کے ذریعہ سفر کیا جا سکتا ہے جو ایک لوہے کی موٹی سی تار پر پہیوں کے ذریعہ چلتا ہے۔

ایک اور قابل دید جگہ دریا کے درمیان ایک ایسا جزیرہ سا ہے جہاں بے بہا سبزہ اگا ہوا ہے۔ اسے "بھڈا" کہا جاتا ہے یہ بہترین شکارگاہ بھی ہے اور شکاری عموماً یہاں اپنی جانیں باندھ کر آبی پرندوں کا شکار کھیلتے ہیں۔ پلوں پر "شیش محل" بھی دلچسپی کا مرکز ہیں یہ بڑے بڑے ایسے کمرے ہیں جو شیشے اور پتھر سے بنائے گئے ہیں۔

Digitized by khalafat Library Rabwah

ہمارے گاؤں کا وہ حصہ جس طرف دریائے چناب ہے ۔ نہایت سرسبز و شاداب اور خوشنما ہے ۔ اس گاؤں سے قریب ہی ایک باغ ہے جو یہاں کی مشہور فیملی جنجوعہ کے ایک سپوت نے لگایا تھا اور اب تک یہ باغ "راجاؤں کا باغ" کہلاتا ہے گاؤں کے چاروں طرف کنوئیں ہیں جو یہاں کی سونا اگلتی زمینوں کو سیراب کرتے ہیں ۔ یہاں نہری پانی بھی وافر ہے اور شمال میں سمال روڈ کے ساتھ ساتھ ایک راجباہ ۱۵ بہتا چلا جا رہا ہے ۔ یہاں کا پانی نہایت خوش ذائقہ ، شفاف اور ٹھنڈا ہے ۔

اس گاؤں میں گورنمنٹ ہائی سکول ، سناروں کی حویلی ، اور مسجد احمدیہ کی عمارات قابل دید ہیں ، علاوہ ازیں ایک آبشار بھی دیکھنے کے لائق ہے جو راجباہ ۱۵ پر گاؤں کے عین سامنے بنی ہوئی ہے ۔ اس کے علاوہ اس چھوٹی سی نہر پر ایک "سائیفن" بھی نہایت عمدہ اور قابل دید ہے یہاں پل بنا کر ایک برساتی نالہ نہر کے نیچے سے گزارا گیا ہے ۔ برسات کے موسم میں سائیفن دیکھنے میں بڑا مزا آتا ہے جب نالہ اپنے جوبن پہ ہوتا ہے اور نہر اپنی بہار دکھاتی ہے ۔ اور دونوں ایک دوسرے کے اوپر نیچے سے شاں شاں کرتے گزرتے رہتے ہیں ۔

یہاں کے لوگ زراعت پیشہ ہیں ۔ نہایت سادہ ، شریف الطبع ، ملنسار اور مہمان نواز ہیں ۔ زیادہ تر لوگ زمیندار ہیں ۔ اور مہذب اور تعلیم یافتہ ہیں ، ملک کے چھوٹے بڑے شہر میں ہمارے گاؤں کا کوئی نہ کوئی آدمی اکثر و بیشتر ملتا ہے ۔ یہاں ہر طبقہ کے لوگوں میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے احمدی بکثرت ہیں اور یہاں بہت بڑی جماعت قائم ہے ، اس وقت جماعت احمدیہ گولیکی کے صدر محترم پیر محمد اکبر صاحب شُقرا ہیں جو نہایت باذوق ، روادار اور معاملہ فہم بزرگ ہیں ۔

میرا گاؤں حال ہی میں زندگی کی بنیادی ضرورتوں مثلاً بجلی ، ٹرانسپورٹ ، اعلیٰ تعلیم اور علاج معالجہ سے بہرہ ور ہوا ہے ۔ گزشتہ تین سال سے یونائیٹڈ بینک کی ایک شاخ نے علاقے کے لوگوں کو بینکنگ کی سہولت بھی فراہم کی ہے ۔ چنانچہ اس وقت یہ خوبصورت گاؤں دن بدن ترقی کر رہا ہے اور لوگوں میں سیاسی و سماجی شعور پیدا ہو رہا ہے اگر ترقی کی رفتار جاری رہی تو میرا یہ پیارا سا گاؤں ضلع بھر کا ایک نہایت خوبصورت قصبہ بن کر ابھرے گا ۔ انشاء اللہ تعالیٰ !

Digitized by khalafat Library Rabwah

مزاحیہ

مشورہ

مرسلہ: حافظ فضل الرحمٰن بشیر ربوہ

شیخ صاحب: (اپنے دوست سے) "خانصاحب اب تو بیٹھے بیٹھے طبیعت گھبرانے لگی ہے کچھ کام بتایئے!"

خان صاحب: "شیخ صاحب! اللہ تعالیٰ نے آپ کو دولت دی ہے۔ ملازمت سے بھی اب فارغ ہو گئے ہیں۔ میرے خیال میں تو دنیا کی سیر کیجئے دل بھی بہل جائے گا۔ نئی نئی معلومات بھی حاصل ہوں گی۔ خیالات میں بھی وسعت ہو گی۔"

شیخ صاحب: "نہیں خانصاحب! کون یہ دردسر مول لے۔ سارے جہاں میں مارے مارے پھرنا شریف آدمیوں کا کام نہیں۔"

خان صاحب: "تو پھر کوئی ٹھیکہ ہی لے لیجئے!"

شیخ صاحب: "واہ یہ اچھی بات کہی۔ بھلا مجھ جیسے آدمی سے یہ کام ہو سکتا ہے؟"

خان صاحب: "اچھا تو پھر دس ہزار روپیہ لگا کر ایک شاندار ہوٹل کھلوا دیجئے!"

شیخ صاحب: "اس جھنجھٹ میں کون پڑے؟"

خان صاحب: "چلو یہ نہ سہی تو پچاس ہزار کے سرمایہ سے ایک اعلیٰ پایہ کا اخبار نکالیئے!"

شیخ صاحب: "یہ مشکل کام مجھ سے نہ ہو سکے گا۔"

خان صاحب: "اچھا تو پھر دیا سلائی یا کاغذ بنانے کا کارخانہ ہی جاری کر دیں۔"

شیخ صاحب: "خان صاحب! کون اس مصیبت میں پڑے یہ تو بڑا مشکل کام ہے۔"

خان صاحب: (جل بھن کر) "تو پھر میرے خیال میں ایک ہی ترکیب رہ گئی ہے، پڑوس کے مکان میں نقب لگا کر گرفتار ہو جایئے چھ ماہ کی سزا کاٹنے جیل پہنچ جایئے۔ وہاں دس سیر گیہوں روزانہ گھر سے گھر پیسنے پڑیں گے۔ اس طرح "ہینگ لگے گی نہ پھٹکڑی"۔ کام بھی مل جائے گا طبیعت بھی بہل جائے گی۔ گھر سے خرچ بھی نہیں کرنا پڑے گا۔ ترکیب میں نے بتلا دی اب عمل کرنا نہ کرنا آپ کا کام ہے۔"

(ماخوذ)

○

دل ضمیر کی خوابگاہ ہے۔ قراروں اور اضطرار شوق کا ہیڈکوارٹر ہے۔ خواہشات کا جلیب ٹرنک ہے مسرتوں کا گہوارہ ہے۔ تمناؤں کا قبرستان ہے۔ امنگوں کا کھیل گھر ہے۔ رنجشوں کا پانی پت ہے اور غموں کا سمندر ہے۔ (عبدالرافع فیصل آباد)

Digitized by khalafat Library Rabwah

مسجد اقصیٰ

ہدایت اللہ ناصر چیمہ متعلّم جامعہ احمدیہ ربوہ

- یہ عظیم الشان مسجد ستر ہزار (۷۰،۰۰۰) مربع فٹ میں تعمیر کی گئی ہے۔
- مسجد کا مین ہال بغیر ستونوں کے بنایا گیا ہے جو کہ ۲۲۰ × ۸۰ مربع فٹ کا ہے۔ بغیر ستونوں کے کنکریٹ سے بنایا ہوا اتنا بڑا ہال ملک میں کسی اور جگہ نہیں پایا جاتا۔
- صحن کے دونوں جانب ۱۵۵ × ۲۰ مربع فٹ کے دو برآمدے ہیں۔
- اس مسجد میں ایک ہی وقت میں پندرہ ہزار (۱۵،۰۰۰) افراد نماز ادا کر سکتے ہیں۔
- مین ہال میں چونکہ ستون نہیں ہیں اس لئے لوگ آسانی سے امام وقت کی زیارت سے مستفید ہو سکتے ہیں۔
- اس مسجد عظیم کا صحن ۲۲۰ × ۱۸۰ مربع فٹ کا ہے۔
- مسجد کے اوپر کے حصے میں مستورات کے نماز ادا کرنے کے لئے علیحدہ انتظام ہے اور ایک وسیع گیلری ۳۲۰ × ۲۰ مربع فٹ پر مشتمل ہے۔
- مسجد میں داخل ہونے کے لئے کل گیارہ گیٹ ہیں۔ جن سے زیادہ سے زیادہ لوگ مسجد میں آسانی سے مختلف اطراف سے داخل ہو سکتے ہیں۔
- مسجد کی دیواروں کی اونچائی ۲۵ فٹ ہے۔
- مسجد کی تمام کھڑکیوں اور روشندانوں میں الیلیے نظر اور پائیدار شیشہ استعمال کیا گیا ہے کہ جس کی چمک سے آنکھوں کو کوئی تکلیف محسوس نہیں ہوتی۔
- مسجد میں روشنی کے لئے دو صد لائٹ پوائنٹس لگائے گئے ہیں۔ صحن میں روشنی کیلئے ۸ فلڈ لائیٹس ہیں جن میں ۵۰۰ واٹ کے مرکری بلب جلتے ہیں۔
- مسجد میں یکصد (۱۰۰) برقی پنکھے آویزاں ہیں۔
- نمازیوں کے نہانے کے لئے بیس غسل خانے ہیں۔

Digitized by khalafat Library Rabwah

- یہ مسجد چوہدری نذیر احمد صاحب انجینئر کی زیرِ نگرانی تعمیر ہوئی۔
- اس کی تعمیر پر پندرہ لاکھ (۱۵،۰۰،۰۰۰) روپیہ صرف ہوا جو ایک نہایت ہی مخلص اور فدائی سلسلہ سیٹھ محمد صدیق صاحب بانی مرحوم نے ادا کیا۔
- اس مسجد کا افتتاح مورخہ ۳۱ مارچ ۱۹۷۲ء کو امام جماعت احمدیہ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تیسرے خلیفہ حضرت امیر المومنین صاحبزادہ میرزا ناصر احمد صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا۔

ناظمین اطفال متوجہ ہوں!

کیا آپ اپنی ماہانہ رپورٹ ہر ماہ کی ۱۵ تاریخ تک باقاعدہ مرکز میں بھجوا دیتے ہیں ---- ؟

(سیکرٹری عمومی مرکزیہ)

ہر قسم کا سامان سائنس واجبی نرخوں پر خریدنے کیلئے

الائیڈ سائینٹفک سٹور

گنپت روڈ لاہور کو یاد رکھیں!

ٹیلیفون نمبر: ۶۴۵۰۰

Digitized by khalafat Library Rabwah

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"ریا کار انسان بے فائدہ کام کرتا ہے مومن کو خدا تعالیٰ خود بخود شہرت دیتا ہے ایک شخص کا ذکر ہے کہ وہ مسجدوں میں لمبی نمازیں پڑھا کرتا تھا کہ لوگ اسے نیک کہیں۔ لیکن جب وہ بازار سے گزرتا تو لڑکے بھی اس کی طرف اشارہ کرتے اور کہتے کہ یہ ایک ریاکار آدمی ہے جو دکھلاوے کی نمازیں پڑھتا ہے۔ ایک دن اس شخص کو خیال ہوا کہ میں لوگوں کا خیال کیوں رکھتا ہوں اور بے فائدہ محنت اٹھاتا ہوں۔ مجھے چاہیے کہ اپنے خدا کی طرف متوجہ ہو جاؤں اور خالص خدا کی عبادت کروں۔ یہ بات سوچ کر اس نے سچی توبہ کی اور اپنے اعمال کو خدا کے واسطے خاص کر دیا اور دنیوی لوگوں کی نمازیں چھوڑ دیں اور علیحدگی میں بیٹھ کر دعائیں کرنے لگا۔ اور اپنی عبادت کو پوشیدہ رکھنا چاہا۔ تب وہ جس کوچہ سے گزرتا۔ لوگ اس

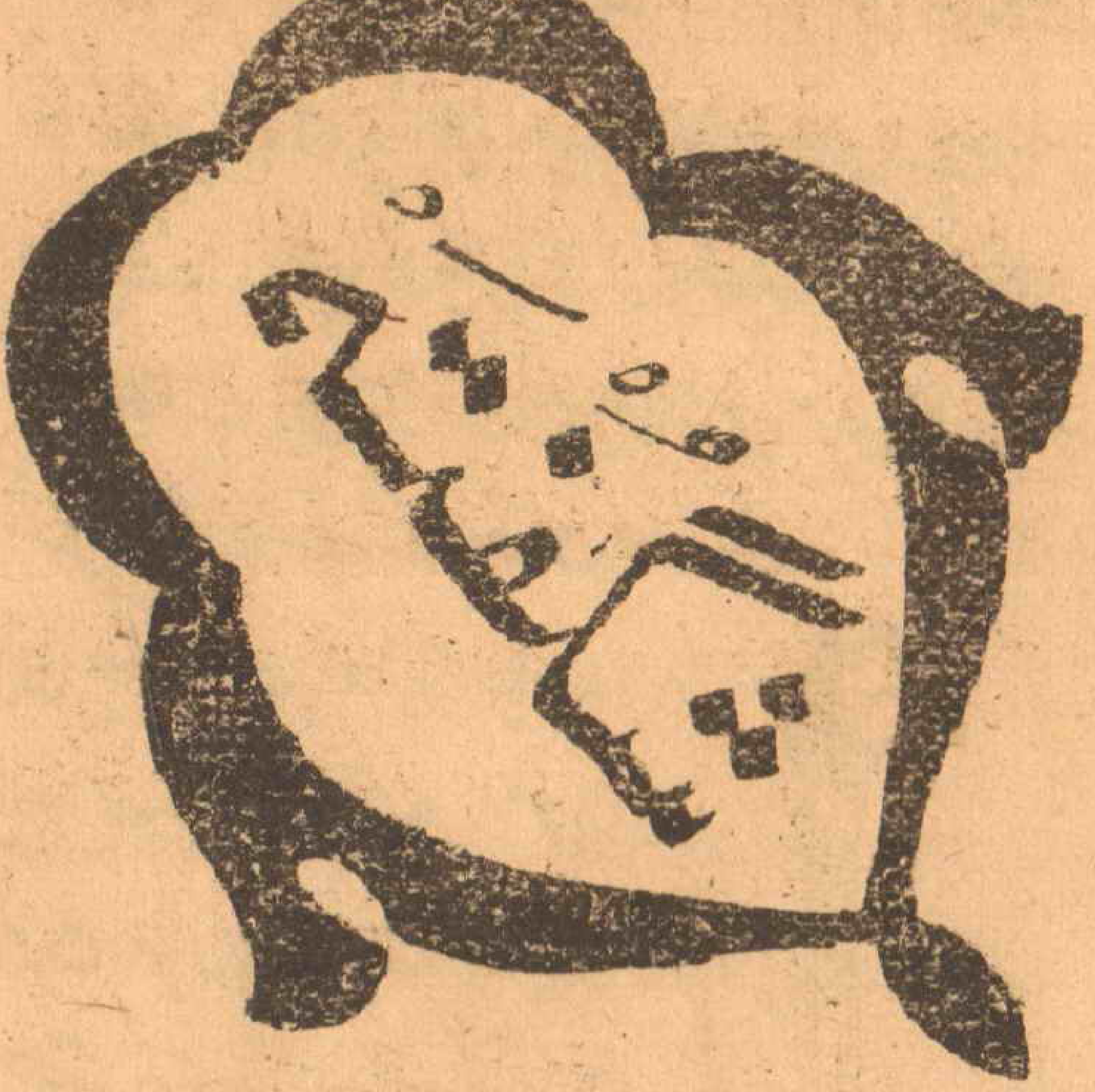

کی طرف اشارہ کرتے کہ یہ ایک نیک بخت آدمی ہے"

(ملفوظات جلد ۹ صفحہ ۱۸۹)

اسی طرح فرمایا:۔

"ان لوگوں پر مجھے تعجب آتا ہے جو زندگی پر اعتبار کرتے ہیں بعض دفعہ انسان پر اچانک موت وارد ہوتی ہے ایک شخص بڑے مرزا صاحب کے پاس آیا۔ انہوں نے اس کی نبض دیکھی اور کہا کہ فوراً گھر چلے جاؤ۔ اور پاس والوں کو کہا کہ اگر کسی نے مردہ چلتا ہوا دیکھنا ہو تو اس کو دیکھ لے وہ گھر پہنچ کر فوراً مر گیا۔"

(ملفوظات جلد ۶ صفحہ ۱۶۱)

(مرسلہ: ستی محمد ملک۔ کھوکھر غربی)

○

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

کمینے ہیں کبھی شتر مرغ سے کسی نے کہا

Digitized by khalafat Library Rabwah

آؤ تم پر اسباب لادیں۔ کیونکہ تم شتر ہو۔ سو ہم کہنے لگا کیا پرندوں پر کبھی کسی نے بوجھ لادا ہے؟ اس نے کہا۔ اچھا تو پھر اڑ کر دکھاؤ۔ کہنے لگا۔ کبھی اونٹ بھی اڑا کرتے ہیں۔ پس جس طرح شتر مرغ اڑنے کے وقت اونٹ

بن جاتا ہے اور اسباب لادنے کے وقت پرندہ اسی طرح ہماری جماعت کا جو حصہ کمزور ہے یہی کرتا ہے یعنی جب قربانی کا وقت آتا ہے تو کہتا ہے۔ پہلا حال اور ہے اور صحابہؓ کا حال اور۔ مگر جب ذرجوں اور انعامات۔ اور جنت کی نعماء کا سوال آتا ہے [blot] تو کہتا ہے سبحان اللہ! حضرت صاحب اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ظل تھے۔"

(مشعل راہ)

پھر فرمایا:-

"ایک دفعہ ایک پوربیا مر گیا۔ پوربیئے عام طور پر دھوبی ہوتے ہیں۔ اس کی عورت نے باقی دھوبیوں کو اطلاع دی اور سب اکٹھے ہو گئے۔ رسم و رواج کے مطابق عورت نے ان

سب کے سامنے رونا پیٹنا شروع کر دیا۔ ان میں طریق یہ ہے کہ جب کوئی مر جاتا ہے تو عورتیں اور لڑکیاں اکٹھی ہو کر بیٹھتی ہیں اور مرد انہیں تسلی دیتے ہیں۔ اس پوربیئے کی عورت نے بھی رونا پیٹنا شروع کر دیا اور روتے روتے اس قسم کی باتیں شروع کیں کہ۔

ارے اس نے فلاں جگہ سے آٹا روپیہ لینا تھا اب حساب کون وصول کرے گا؟ ایک پوربیا آگے بڑھ کر کہنے لگا۔ "اری ہم ری ہم" وہ کہنے لگی اس نے ادھیار سے بر گاٹے دی تھی۔ اب اسے کون لائے گا۔ وہی پوربیا پھر بولا اور کہنے لگا "اری ہم ری ہم" پھر وہ روئی اور کہنے لگی۔ ارے اس کی تین ماہ کی تنخواہ مالک کے ذمہ تھی۔ اب وہ کون وصول کرے گا۔ وہ پوربیا پھر آگے بڑھا اور کہنے لگا۔ "اری ہم ری ہم" پھر وہ عورت رو کر کہنے لگی۔ ارے اس نے فلاں کا دو سو روپیہ قرض دینا تھا اب وہ قرض کون دے گا؟ اس پر وہ پوربیا باقی قوم کی طرف مخاطب ہو کر کہنے لگا "اب بھئی میں ہی بولتا جاؤں یا برادری میں سے کوئی اور بھی بولے گا۔"

(حافظ غلام سرور۔ گھسیٹ پورہ)

○

"کہتے ہیں کوئی مولوی تھا۔ اس نے کسی گاؤں میں جا کر وعظ کرنا شروع کیا.......ایک میراثی کو خیال آیا کہ اس مولوی سے پوچھیں تو سہی

Digitized by khalafat Library Rabwah

اس وعظ و نصیحت سے کیا فائدہ پہنچا ہے؟
وہ مولوی کے پاس گیا اور اس سے پوچھا۔ مولوی صاحب! نماز روزے سے کیا حاصل ہوتا ہے اس کا مطلب یہ تھا کہ انسان دنیا میں مزدوری کرتا ہے۔ مشقت برداشت کرتا ہے۔ انسانی فطرت یہ تقاضا کرتی ہے کہ اس کے بدلہ میں اسے کچھ ملے اور جب یہ بات ہے تو نماز کے بدلہ میں مجھے کچھ ملنا چاہیئے۔ مولوی نے اس میراثی کو ٹالنے کے لئے کہا کہ نماز پڑھنے سے نور ملتا ہے۔ میراثی مطمئن ہو گیا۔ اس نے خیال کر لیا۔ اچھا کچھ تو ملے گا۔ وہ گھر گیا اور بیوی سے کہنے لگا۔ میں نماز پڑھوں گا اور اس کے بدلے میں مجھے نور ملے گا۔ اس میراثی نے ظہر کی نماز پڑھی عصر کی نماز پڑھی۔ مغرب اور عشاء کی نمازیں پڑھیں۔ ہر نماز کے بعد جسم کو دیکھتا تھا کہ نور کی چیز ہے یا۔ سردیوں کا موسم تھا۔ صبح کی نماز کے لئے اٹھا تو اسے سردی لگی۔ مولوی نے اُسے یہ بھی بتایا تھا کہ اگر پانی نہ ملے یا کوئی بیمار ہو تو وہ تیمم کرلے۔ اسے سردی لگی تو اس نے خیال کیا کہ چلو تیمم ہی کرلوں اتفاقاً اس کے پاس ہی توا پڑا تھا۔ اندھیرے میں اس نے توے پر ہاتھ مار کر تیمم کر لیا۔ جونہی اس نے اپنے ہاتھ منہ پر پھیرے۔

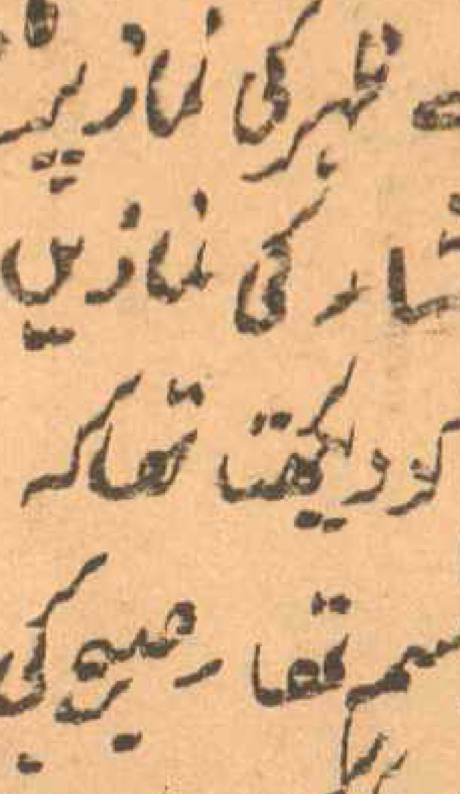

دل میں سمجھا ہی لگ گئی۔ جب اُس نے پانچ نمازیں پڑھ لیں تو خیال کر لیا۔ اب تو نور آ جانا چاہیئے اس نے بیوی کو کہا۔ دیکھو میرے منہ پر نور ہے یا نہیں؟ بیوی کو بھی نور کا علم نہیں تھا۔ اس نے کہا مجھے تو کوئی تغیر معلوم نہیں ہوتا۔ ہاں سیاہی زیادہ معلوم ہوتی ہے پھر میراثی نے کہا اگر نور سیاہ ہوتا ہے تو پھر تو ڈھائیں باندھ کر آیا ہے دیکھو میرے ہاتھ بھی سیاہ ہو گئے ہیں۔ یہ ایک لطیفہ ہے لیکن اس سے پتہ لگتا ہے کہ انسانی فطرت یہ تقاضا کرتی ہے کہ اسے محنت کے بدلہ میں کچھ ملے۔"

(مرسلہ: الطاف قدیر۔ کراچی)

○

کشمیر میں مہاراجہ امر سنگھ حکومت کرتے تھے اور حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ ان کے ہاں شاہی طبیب تھے۔ مہاراجہ کی خدمت کے علاوہ آپ کو جب کبھی موقع ملتا غریب مریضوں کا اپنی خداداد حکمت و قابلیت سے علاج کرتے۔ کئی امیدوار اپنی نوکریاں سفارش کے لئے لاتے آپ نہ صرف سفارش فرماتے بلکہ مہاراجہ صاحب سے منظور بھی کرا دیتے۔

ایک روز ایسا اتفاق ہوا کہ یکے بعد دیگرے آٹھ امیدوار اپنی عرائض سفارش کی غرض سے لائے آپ نے ان کی دل شکنی نہ کی بلکہ ہر ایک سے یہی فرمایا کہ میں تمہاری عرضی رکھ لیتا ہوں یہ مہاراجہ صاحب کو پیش کر کے تمہیں اطلاع دوں

Digitized by khalafat Library Rabwah

دوسرے روز حسب معمول آپؓ دربار میں گئے اور اچھا موقع پا کر ایک عرضی مہاراجہ صاحب کے پیش کر دی۔ مگر مہاراجہ صاحب نے عرضی نامنظور کر دی۔ آپؓ نے دوسری پیشی کی مگر وہ بھی قبولیت کا درجہ حاصل نہ کر سکی۔ حتیٰ کہ آپ نے سات عرضیاں پیش کیں اور ساتوں کا یہی حشر ہوا۔ لیکن آپؓ بالکل مایوس نہیں ہوئے بالآخر آٹھویں کو پیش کر دی۔ مہاراجہ صاحب آپ کی مستقل مزاجی سے حیران رہ گئے اور آپ سے اس طرح مخاطب ہوئے۔

"مولوی صاحب! ایسا کوئی شخص میری نظر سے آج تک نہیں گزرا جیسے سات بار ناکامی ہو اور اس نے اپنا قدم ذرہ بھر بھی پیچھے نہ کیا ہو مگر آپ نے اپنی توہین کا سننا گوارا نہ کی اور مہاراجہ صاحب کو یہ کہہ کر ٹال دیا کہ چونکہ میں عرائض کنندگان سے وعدہ کر چکا تھا کہ تمہاری عرضیوں کو ضرور راجہ صاحب کے پیش کر دوں گا اس لئے اس فریضہ کو ادا کیا۔ مہاراجہ صاحب اس جواب سے اور زیادہ محظوظ ہوئے اور آٹھوں عرضیوں کو منظور کر لیا۔

○

ایک دفعہ حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صاحبزادہ عبدالحی کو کسی کباڑی والے نے اس کی چند چیزیں خراب کر دینے پر جھڑکا۔ حضورؓ نے سنا تو کہا کہ قیمت ادا فرمائی اور فرمایا کہ بچوں کو جھڑکنا نہیں چاہیئے اس سے ان کے ابھرنے والے جذبات دب جاتے ہیں۔

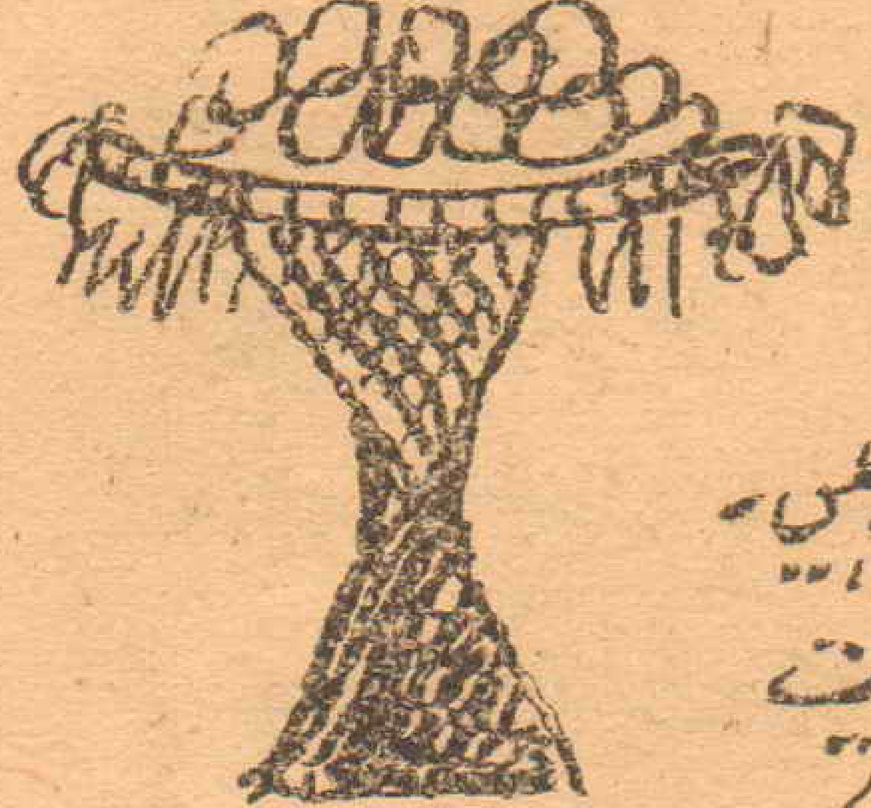

آپؓ نے ہدایت دے رکھی تھی کہ بچوں کو سکول میں پیٹا نہ جائے۔

ایک دفعہ میاں عبدالحی مرحوم نے آپؓ کا موتیوں کا سرمہ کھیلتے ہوئے گرا دیا کسی نے کہا "کتنا قیمتی سرمہ تھا۔"

حضورؓ نے فرمایا:-

"عبدالحی کی قیمت اس سے بھی زیادہ ہے"

(فتوح ربوہ)

○

مکرم مولوی عبدالرحمان صاحب انور لکھتے ہیں:-

"سیدنا حضرت مصلح موعودؓ (حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے ایک مرتبہ ایک "بچے" کو ذاتی کام ارشاد فرمایا۔ دفتر پرائیویٹ سیکرٹری میں لوگوں کے وقف کردہ سائیکل بھی تھے۔ اس نے حضور کے ضروری کام کا ذکر کیا۔ جنہوں نے ایک سائیکل اسے دے دیا وہ فوراً اسی سائیکل پر گیا اور کام کر کے سائیکل واپس دے دیا۔ اور حضورؓ کی خدمت میں رپورٹ

Digitized by khalafat Library Rabwah

کر دی۔ حضورؓ نے اس سے کہا کہ تم اتنی جلدی کیسے یہ کام کر کے آگئے؟ جبکہ اس کام کے لئے اس قدر فاصلہ طے کرنا پڑتا تھا۔؟

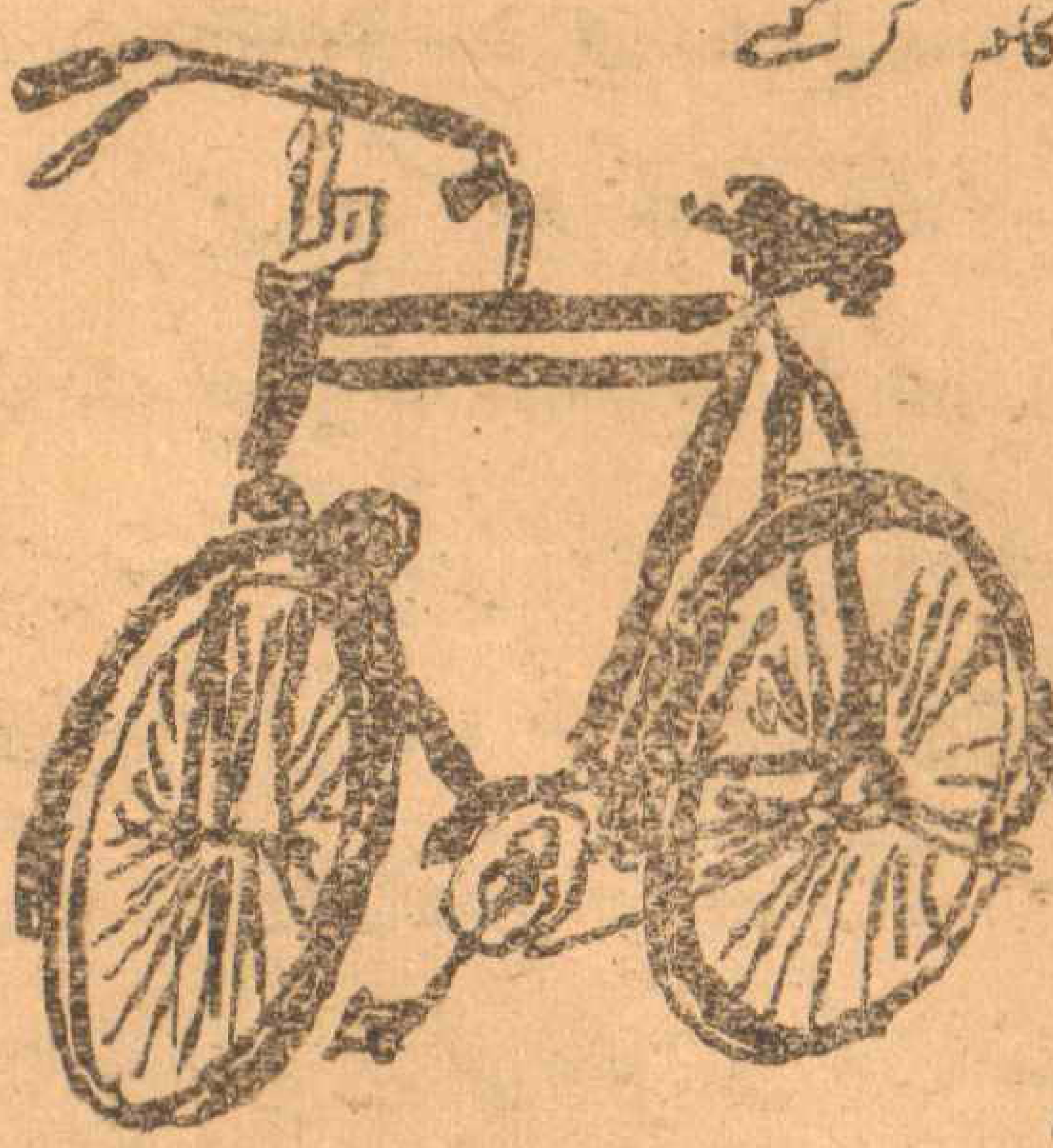

اس نے بلا تکلف کہا کہ "دفتر تحریک سے سائیکل لیا تھا۔ اس لئے پیدل جانے کی بجائے سائیکل پر گیا اور اس وجہ سے کام کر کے جلدی واپس آگیا ہوں"۔

حضورؓ نے مجھ سے جواب طلبی کی۔ خاکسار نے عرض کی کہ اس نے حضورؓ کے کام کا ذکر کیا تھا اس لئے دفتر کا سائیکل دے دیا گیا۔"

حضورؓ نے فرمایا کہ "ذاتی کام کے لئے سائیکل دینا درست نہ تھا۔"

(عبد السلام طارق ربوہ)

○

حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:-

"برادر عزیز میاں غلام حیدر صاحب رضی اللہ عنہ اور میں ایک دفعہ لاہور اپنے بعض رشتہ داروں سے ملنے کے لئے گئے چند دنوں کے قیام کے بعد جب ہم نے گاؤں آنے کا ارادہ کیا تو ان لوگوں نے ازراہ محبت یہ اصرار کیا کہ آپ ایک مہینہ اور ٹھہریں۔ مگر ہم دونوں کی طبیعت کچھ ایسی اچاٹ ہوئی کہ ہم نے مزید ٹھہرنا گوارا نہ کیا اور ان سے اپنا سامان اور دی ہوئی نقدی واپس مانگی۔ انھوں نے اس خیال سے کہ اگر ہم انھیں سامان اور نقدی نہ دیں گے تو یہ گاؤں جانے سے رک جائیں گے ہمارا سامان دینے سے انکار کر دیا اور نقدی بھی نہ دی۔ لیکن ہم نے صبح کا ناشتہ کرتے ہی گاؤں لوٹنے کا ارادہ کیا اور لاہور سے پیدل چل پڑے۔ دو پیسے ہمارے پاس تھے۔ دریائے راوی کے پتن پر آئے تو کشتی میں دو پیسے چراغی کے دے کر دریا کو عبور کیا۔ چلتے چلاتے جب موضع کاہنو کے سے کوئی چار میل کا فاصلہ طے کیا تو سورج غروب ہو گیا۔ ادھر میاں غلام حیدر کو سفر کی تھکان اور سردی کی شدت سے بخار محسوس ہونے لگا۔ پاس ہی ایک سکھوں کا گاؤں تھا۔ ہم نے چاہا کہ رات وہیں بسر کر لیں مگر کوئی صورت نہ بنی آخر افتاں و خیزاں رات کے دس بجے موضع کاہنو کے پہنچے اور وہاں ایک ویران مسجد میں قیام کے لئے ڈیرے ڈال دیئے۔ مسجد کا ایک ہی کمرہ تھا جس میں کچھ کسیر بچھی ہوئی تھی اور اس کے ایک گوشہ میں ایک مسافر لیٹا ہوا تھا۔ میں نے میاں صاحب موصوف

Digitized by khalafat Library Rabwah

کو وہاں لٹا دیا اور اپنا کھیس ان کے اُوپر دے دیا۔ اور خود باقی نقدی لے کر کھانا وغیرہ مہیا کرنے کے لئے بازار کی طرف چل پڑا۔ جب بازار پہنچا تو تمام دکانیں بند تھیں سارے گلی کوچے سنسان پڑے تھے کوشش کے باوجود جب کوئی سبیل نہ بنی تو میں مسجد میں واپس آ گیا۔ دیکھا تو میاں صاحب کا بخار بہت تیز ہو چکا تھا۔ اب میں حیران ہوا کہ اس غریب الوطنی میں اگر خدا نخواستہ میاں غلام حیدر کی حالت زیادہ خراب ہو گئی تو کیا ہوگا؟

یہ خیال کر کے میرا دل بھر آیا۔ میں خدا کے حضور سجدہ میں گڑگڑا کر خوب رویا اور بہت دعا کی۔ خدا کی قدرت ہے کہ دعا کے بعد جب میں ناک صاف کرنے کے لئے مسجد کا دروازہ کھول کر باہر نکلا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک اجنبی آدمی ایک ہاتھ میں گرم گرم روٹیوں اور حلوے کا ایک طشت اٹھائے ہوئے اور دوسرے ہاتھ میں گوشت کے گرم گرم سالن کا پیالہ اٹھائے ہوئے کھڑا ہے۔ میں اسے دیکھ کر حیران رہ گیا کہ رات کے دو بجے کے قریب یہ شخص کھانا اٹھائے ہوئے کیسے یہاں کھڑا ہے۔ خیر میں نے پوچھا کہ آپ کس سے ملنا چاہتے ہیں؟" اس نے کہا کہ "میں آپ ہی سے ملنا چاہتا ہوں۔ آپ میرے ہاتھ سے یہ کھانے کے برتن لے لیں۔" میں نے پوچھا "کھانا کھانے کے بعد ان برتنوں کو کہاں رکھوں؟"

کہنے لگا۔ "وہیں رکھ دیں۔"

میں نے مسجد کے اندر آ کر جب اس کھانے میں سے کچھ میاں غلام حیدر کو کھلایا تو ان کی طبیعت سنبھل گئی۔ اس کے بعد وہ کھانا میں نے بھی سیر ہو کر کھایا مگر پھر بھی ایک آدمی کا کھانا بچ گیا۔ وہ مسافر جو ہمارے ساتھ مسجد میں لیٹا ہوا تھا اس نے بھی ابھی تک کھانا نہیں کھایا تھا چنانچہ وہ کھانا اسے دے دیا گیا۔ اس نے بھی پیٹ بھر لیا۔ اس کے بعد ہم نے برتنوں کو وہیں ایک طرف رکھ دیا اور خود اس کمرہ کی کنڈی چڑھا کر سو گئے۔ صبح دیکھا تو اس کمرہ کی زنجیر اسی طرح لگی ہوئی تھی اور وہ مسافر بھی اندر ہی سو رہا تھا مگر وہ برتن غائب تھے۔

سچ ہے جو خدائے ذوالجلال نے حضرت مسیح پاک ؑ کو فرمایا:-

"اگر تمام لوگ منہ پھیر لیں تو میں
زمین کے نیچے سے یا آسمان کے
اوپر سے مدد کر سکتا ہوں۔"

(حیات قدسی حصہ اول ص۴۱)

(مرسلہ: عبدالشکور خاں رفیق)

حضرت امام بخاری ؒ طلب حدیث میں ایک شخص کا شہرہ سن کر اس کے پاس پہنچے اس شخص کا گھوڑا بھاگ گیا تھا وہ ایک

Digitized by khalafat Library Rabwah

چاول کی گٹھڑی بنا کر گھوڑے کو دکھاتے ہوئے اُسے بلا رہا تھا۔ گویا کہ اس میں اناج ہے جو اُسے کھانے کے لئے دے گا۔

گھوڑا لالچ میں آگیا اور فوراً اپنے مالک کے پاس پہنچا۔ اس نے گھوڑے کو پکڑ لیا

امام بخاری رح نے اس سے پوچھا:-

"کیا آپ کے پاس اناج تھا؟"

وہ بولا۔ "نہیں۔ میں نے تو یونہی اُسے پکڑنے کے لئے گٹھڑی بنا کر دکھائی تھی۔"

امام بخاری رح نے کہا۔ "اس شخص سے میں حدیث کا علم نہیں حاصل کر سکتا جو جانور تک سے جھوٹ بولتا ہے۔"

(عبد المنان صدیقی میرپور خاص)

○

امام ابو حنیفہ رح کے صاحبزادے حماد نے سورۃ فاتحہ ختم کر لی تو امام نے معلم کو ایک ہزار درہم عطا کئے۔ معلم نے امام سے کہا:

"میں نے کون سا ایسا بڑا کام کیا ہے کہ اتنی بڑی رقم آپ نے عطا فرما دی؟"

امام رح نے معلم کو جواب دیا کہ

"تم نے میرے بچے کو جو کچھ سکھایا ہے اسے حقیر مت سمجھو۔ خدا کی قسم اگر میرے پاس اس سے زیادہ رقم ہوتی تو میں بے تامل وہ بھی دے ڈالتا۔"

(محسن احمد۔ لاہور)

○

ایک دفعہ خواجہ حسن بصری رح نے دریائے دجلہ کے کنارے ایک حبشی کو دیکھا جو ایک عورت کے ساتھ باتیں کر رہا تھا۔ اس کے سامنے بوتل تھی جس میں سے انڈیل کر خود بھی پی رہا تھا اور عورت کو بھی پلا رہا تھا۔ آپ نے اس کی اس حرکت کو ناپسند فرمایا۔ اس کی طرف ملامت آمیز نظروں سے دیکھا اتنے میں مسافروں سے لدی ہوئی ایک کشتی ادھر سے گزری اور کچھ دور جا کر منجدھار کے عین درمیان

پھنس گئی۔ کشتی کے مسافر دریا میں جا پڑے اور غوطے کھانے لگے۔ حبشی فوراً کود پڑا اور آدمیوں کو دریا سے نکال لایا۔ پھر حبشی نے کہا۔

"اے مسلمانوں کے امام! آپ مجھ پر ملامت آمیز نگاہیں ڈال رہے تھے۔ دیکھئے اپنی جان پر کھیل کر انہیں غرق ہونے سے بچا لیا۔ آپ نے ٹھیک ہی کچھ پایا ہوگا۔

حضرت! بوتل میں شراب نہیں بلکہ پانی

Digitized by khalafat Library Rabwah

ہے۔ اور یہ عورت میری ماں ہے۔ آپ کسی کے ظاہر سے باطن کا اندازہ کیسے کرتے ہیں؟"

چنانچہ آپؓ نے حبشی سے معافی مانگی اس کے بعد کسی سے حقارت کا سلوک نہ کیا۔

(طاہرہ حبیب احمد حافظ آباد)

○

ایک مرتبہ ہارون نے روم کے بادشاہ پر حملہ کر کے اسے شکست دی اور پھر تاوان جنگ وصول کر کے واپس بغداد روانہ ہوا۔ راستے میں اُسے بادشاہ کے قاصد آن ملے۔ جنہوں نے اُس سے التماس کی کہ ہمارے بادشاہ کی بیٹی کو براہ کرم رہا کر دیں۔

ہارون رشید نے فوراً اس لڑکی کو اپنے حضور طلب کیا اور حکم دیا کہ اسے عمدہ لباس پہنایا جائے اور پھر اسے وہ خیمہ جس میں وہ ٹھہری تھی اور جو قیمتی سامان سے مزین تھا عطا کیا اس کے علاوہ اور بہت سے تحفے بھی دیئے اور پھر اپنے ایک سردار کو فوج کا ایک دستہ دے کر اس کے ہمراہ بھیجا۔ بادشاہ روم اس طرز عمل سے بے حد مشکور ہوا اور ہارون کو ایک خط لکھ کر اس کی عالی ظرفی کا شکریہ ادا کیا۔

(محمود احمد انجم ڈیرہ غازیخان)

●

رحیم پولٹری فیڈ۔ خدمت میں پیش پیش
مرغیوں کی متوازن اور معیاری خوراک کے اجزاء
کا مرکز ہے ——— فیڈز
——— رحیم پولٹری فیڈ ———
کی تیار شدہ خوراک اور ادویات بھی دستیاب ہیں
رحیم پولٹری فیڈ
گول امین پور بازار، فیصل آباد

ہر قسم کا سوتی و ریشمی کپڑا
خریدنے کے لئے
مومن کلاتھ ہاؤس
گولبازار ربوہ
ٹیلی فون
۵۱۷

Digitized by khalafat Library Rabwah

یہ مضمون امسال کے سالانہ اجتماع اطفال الاحمدیہ مرکزیہ کے موقع پر مقابلہ مضمون نویسی میں اوّل قرار پایا ہے جو بچوں کے فائدہ کے لئے تشحیذ میں شائع کیا جاتا ہے۔ (ادارہ)

محنت

شیخ منیر احمد شیخوپورہ

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

"وَاَنْ لَّیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی ۙ وَاَنَّ سَعْیَهٗ سَوْفَ یُرٰی ۪"

(النجم آیت ۴۰-۴۱)

ترجمہ: انسان کو وہی کچھ ملتا ہے جس کی وہ کوشش کرتا ہے اور یقیناً وہ اپنی کوشش کا نتیجہ دیکھ لے گا۔

اگر ایک کسان محنت نہیں کرتا۔ یا اپنی کھیتی حاصل کرنے کے لیے اپنی زمین میں بیج نہیں ڈالتا۔ ہل نہیں چلاتا۔ پانی نہیں دیتا۔ غرضیکہ جب تک وہ اپنی محنت کو تمام مراحل سے نہیں گزارتا وہ اپنی زرخیز کھیتی میں سے ایک دانہ بھی حاصل نہیں کرسکتا۔ انسان اگر محنت سے روزی نہ کمائے تو اس کے بال بچے بھوکے مر جائیں۔ اللہ تعالیٰ بھی یہی فرماتا ہے کہ تم محنت کرو۔ سعی کرو۔ میں تمہارا رازق ہوں۔ انسان کو فرمایا گیا ہے کہ تم محنت سے حلال روزی کماؤ تمہیں جنت ملے گی۔ جیسے فرمایا:۔

"اَلدُّنْیَا مَزْرَعَةُ الْاٰخِرَةِ"

یعنی دنیا آخرت کی کھیتی ہے۔

دنیا میں محنت کرکے ہی تم آخرت میں اس کا پھل کھاؤ گے۔ حق یہ ہے کہ کوئی قوم یا فرد اپنا مقصد نہیں پاتا اور اپنا مطمح نظر حاصل نہیں کرسکتا۔ جب تک وہ محنت نہ کرے۔ عرق ریزی نہ کرے ہمیں خلفاء راشدین ہی سے سبق سیکھنا چاہیئے اگر وہ چاہتے تو تخت پر بیٹھ کر طرح طرح کے مرغن کھانے کھا سکتے تھے لیکن انہوں نے محنت کو ہاتھ سے نہ جانے دیا۔

حضرت ابوبکرؓ باوجود خلیفۃ المسلمین ہونے کے اور تمام عرب میں اچھے خاصے امیر ہونے کے محنت

Digitized by khalafat Library Rabwah

سے ہی کما کر کھاتے تھے اور بیت المال سے نہ خرچ کرتے تھے۔ ایک دفعہ حضرت عمرؓ اور بعض دوسرے صحابہؓ نے آپ سے عرض کی

"یا امیر المومنین! آپ اب بوڑھے ہیں۔ کام چھوڑ دیں اور بیت المال سے آپ کا وظیفہ لگا دیا جائے گا۔"

تو آپؓ نے فرمایا۔ "بیت المال مسلمانوں کا ہے" لیکن بعد میں حضرت عمرؓ کے اصرار پر وظیفہ شروع کر دیا تو اپنے لخت جگر سے فرمایا کہ:۔

"اے میرے بیٹے! جب میں مر جاؤں
تو میری پونجی بیچ کر اس کی رقم
بیت المال میں جمع کرا دینا!"

حضرت عمرؓ مزدوری کرتے تھے۔ آپؓ امیر المومنین تھے مگر آپ نے اپنے لئے نہ اچھا کھانا چاہا اور نہ ہی اچھا کپڑا۔ بلکہ محنت سے عزت کی روزی کماتے۔ حضرت عثمانؓ تجارت کرتے تھے حضرت علیؓ بھی کھجوروں کے باغ کے مالک تھے۔

خود حضرت سرور دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم تجارت فرماتے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلفاء ہی کو لیجئے کہ حضرت مولانا نور الدین خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ مطب میں بیٹھ کر محنت سے لوگوں کا علاج کرتے تھے ہمارے ہر خلیفہ نے ہم پر محنت کی عظمت عیاں کر دی۔ کیا آپ کو حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانیؓ کا وہ مطالبہ "مجھے آپ کی تلاش ہے" یاد نہیں؟ حضرت مصلح موعودؓ کے بعض قریبی رشتہ داروں اور جماعت کے نامور علماء (جنہوں نے حضورؓ کو قریب سے دیکھا) سے مروی ہے کہ:۔

"آپ آدھی آدھی رات سے زیادہ
دیر تک مجلس کا کام کرتے ہزاروں
خطوط کے جواب لکھواتے اور
جماعت کے لئے کام کرتے اور
دعائیں کرتے"

آپؓ کی اس محنت کا ذکر کرتے ہوئے حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم مرحومہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا تھا۔ ؎

"قوم احمد جاگ تو بھی جاگ اس کے واسطے
اَن گنت راتیں جو تیرے درد سے سویا نہیں"

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:۔

"اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا
بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا
بِاَنْفُسِھِمْ" (رعد: ۱۲)

یعنی اللہ تعالیٰ اس وقت تک
کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا۔
جب تک کہ وہ اپنی اندرونی حالت
کو نہ بدلے"

گویا ؎

"خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی
نہ ہو جس کو خیال آپ اپنی حالت کے بدلنے کا"

یعنی جب تک کسی قوم میں اپنی حالت بدلنے کا

Digitized by khalafat Library Rabwah

احساس نہ ہو اس کے بُرے دن نہیں پھرتے۔ قوموں کی، مذہبوں کی، جماعتوں کی، گروہوں کی حالتیں بدلتی ہیں مگر یہ کیسے بدلتی ہیں؟ اس کا جواب ہے۔ "محنت"!

یہ "ویت نام" جو امریکہ کے ظلم کی چکی میں پس رہا تھا۔ ویت نامیوں نے محنت سے کام لیا اور آج وہ آزاد ہیں۔

پاکستانیوں کو ہی لیجئے۔ ہماری اس تحریک کے بڑے لیڈر حضرت قائداعظم آدھی رات تک محنت سے پاکستان کے قیام کے منصوبے بناتے اور جب پاکستان حاصل ہو گیا تو بھی اس محنت میں فرق نہ آنے دیا۔

محنت ایک ایسا گُر ہے۔ جو ابن آدم کی روح میں بس جانا چاہیئے۔ محنت ہی ایک ایسی انمول روش ہے کہ جس پر چل کر انسان جنتِ حقیقی حاصل کر سکتا ہے۔ محنت ہی ایسی شئے ہے جو انسان کو اپنی شخصیت اُجاگر کرنے میں مدد دیتی ہے۔ انسان میں صلاحیت ہوتی ہے لیکن اس صلاحیت کو اجاگر کرنے کے لئے کوئی فارمولا کوئی گُر، یا کوئی روش اختیار کرنی پڑتی ہے۔

محنت کے متعلق صحیح بخاری میں ایک واقعہ ہے جو ذیل میں درج کرتا ہوں۔

"ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجلس عرفان میں جلوہ افروز عرفان کی نہریں بہا رہے تھے کہ ایک آدمی پاس سے تیزی سے گزرا۔ آپؐ نے فرمایا کہ اگر یہ شخص محنت مزدوری کرنے جا رہا ہے تو خدا کی قسم! یہ عبادت کرنے جا رہا ہے"۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں:۔

"اَلْکَاسِبُ حَبِیْبُ اللّٰہِ"

یعنی محنت کرنے والا خدا کا دوست ہے۔

آپ نے ہی تمام دنیا پر اسلام کی حقیقت اجاگر کرنی ہے۔ آپ نے ہی تمام دنیا پر اللہ اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نام نامی کو پھیلانا ہے۔ "اللہ اکبر" اور تکبیر کے نعرے لگوانے ہیں۔ میں آپ کو ایک قیمتی گُر بتاتا ہوں آپ محنت کریں۔ محنت کی عادت ڈالیں۔ محنت ہی میں عظمت ہے۔ محنت ہی میں بڑائی ہے۔

○

بچے اپنے مضامین بھیجتے وقت یہ خیال رکھیں کہ مضمون صاف صاف کاغذ کے صرف ایک طرف لکھا ہوا ہو۔ اور دائیں طرف حاشیہ چھوڑ کر لکھا جائے۔

○

Digitized by khalafat Library Rabwah

میاں محمد نواز میموریل مقابلہ

جوابات انعامی مقابلہ ذہنی آزمائش نمبر ۸

(۱) "احمد" کے معنی ہیں "بہت تعریف کیا گیا"۔ "واجب صد احترام"۔

(۲) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلے صاحبزادے کا نام "قاسمؓ" تھا۔

(۳) قرآن کریم میں حضرت یوسف علیہ السلام اور ان کے بھائیوں کے جو واقعات سورۂ یوسف میں بیان ہوئے ہیں ان کے لئے خدا تعالیٰ نے "احسن القصص" کے الفاظ استعمال فرمائے ہیں۔

(۴) حضرت یعقوب علیہ السلام حضرت اسحاق (علیہ السلام) کے بیٹے تھے۔

(۵) سورۂ فاتحہ دو دفعہ نازل ہوئی تھی۔

(۶) ہجرت مدینہ کے موقع پر سراقہ بن مالک نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تعاقب کیا تھا۔

(۷) حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ میں نمرود بادشاہ نے حضرت ابراہیمؑ کو آگ میں ڈلوایا تھا۔ لیکن حضرت ابراہیمؑ معجزانہ طور پر بچ گئے۔

(۸) حج کے لغوی معنی "قصد کرنا" کے ہیں۔

(۹) حضرت ابوہریرہؓ کا اصل نام "عبدالرحمان بن صخر تھا۔

(۱۰) کوہ صفا اور کوہ مروہ دو پہاڑیاں ہیں جن پر حضرت ہاجرہ علیہ السلام نے پانی کی تلاش میں سات سات چکر لگائے تھے۔ یہ مقدس پہاڑیاں کلام پاک میں شعائر اللہ کے نام سے موسوم ہیں۔

o

- علم ایک ایسا پھول ہے جو خرسودہ ہو کر بھی خوشبو دیتا ہے
- اللہ تعالیٰ سے تجارت کرو قربت نفع ہوگا۔
- علم حاصل کرنا چاہیئے ہو تو علم والوں کی قدر کرو۔

(طاہرہ گل چوہدری (احمد آباد اسٹیٹ)

Digitized by khalafat Library Rabwah

بزم تشحیذ

نومبر کا شمارہ موصول ہوا۔ تمام مصروفیات چھوڑ کر پہلے اپنے پیارے "تشحیذ الاذہان" سے ملی اور اس وقت دم لیا جب تمام تشحیذ کی ورق گردانی ہو چکی۔ خدا تعالیٰ ہمارے پیارے رسالے کو دن دگنی رات چوگنی ترقی عطا کرے آمین!
(ساجدہ شاہین سرور۔ علی پور)

میں عرصہ دراز سے اپنے محبوب رسالہ "تشحیذ الاذہان" کا مطالعہ کر رہا ہوں۔ نومبر ۱۹۷۷ء کا پرچہ خاصا پُربہار اور دلچسپ تھا۔ سبھی مضامین اچھے طریقے سے تحریر کئے گئے تھے۔ خدا تعالیٰ اس رسالہ کو دن دگنی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین!
(انوار احمد عامر۔ سیٹھی)

نومبر کا رسالہ پڑھا بڑی خوشی ہوئی۔ اس کی دلچسپ کہانیاں اور لطیفے بہت پسند آئے۔ مجھے یہ رسالہ بہت پسند ہے۔ ہم سب بہن بھائی اس کا مطالعہ کرتے ہیں۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس رسالے کو دن دگنی اور رات چوگنی ترقی عطا فرمائے۔ آمین!
(مبارک احمد ٹنڈو غلام علی)

تشحیذ الاذہان کے بارے میں عرض ہے کہ یہ ننھے منے بچوں کا رسالہ ہے۔ اس لحاظ سے اس کی چھپائی بہت ہی صاف ہونی چاہیئے۔ جس قدر چھپائی صاف ہوگی۔ اطفال آسانی سے تشحیذ کا مطالعہ کر سکیں گے۔

امید ہے کہ آپ اس بارے میں ضرور قدم اٹھائیں گے اور تشحیذ الاذہان کو صاف ستھرا بنائیں گے۔ انشاء اللہ!

اللہ تعالیٰ آپ کی کوششوں میں برکت ڈالے۔ آمین!
(ابرار احمد پراچہ شیخوپورہ)

تشحیذ کا میں تقریباً پندرہ سال سے قاری ہوں کیونکہ جب میں بہت چھوٹا تھا تو میرے بڑے بھائی جان یہ رسالہ منگوایا کرتے تھے اس رسالے سے مجھے دلی انس ہے۔ ہم سب بہن بھائی۔ حتیٰ کہ ہمارے ابی ابو بھی

Digitized by khalafat Library Rabwah

اس پیارے رسالے کو بڑے ذوق و شوق سے پڑھتے ہیں۔ اور اس رسالے کو ایک صاف ستھرا با مقصد رسالہ قرار دیتے ہیں آپ کو میں اتنی محنت سے رسالہ ترتیب دینے پر دلی مبارکباد دیتا ہوں۔ قبول فرمایئے گا۔

(طاہر احمد ننز گوٹھ طالب آباد سندھ)

"ناصرات کے صفحات اب بہت پھیکے پھیکے سے ہو گئے ہیں کیا ہماری بہنیں ان کے لئے کچھ نہیں بھجوا رہیں یا آپ ہی چھاپنے سے گریز کر رہے ہیں؟

تشحیذ الاذہان اتنی دیر سے ملتا ہے کہ ہم انتظار میں سوکھ کر کانٹا بن جاتے ہیں اور جب ملتا ہے تو ایک دم سے پڑھ کر پھر انتظار کرنے لگتے ہیں۔ لیکن یکم کے بعد تو انتظار کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ براہ مہربانی تشحیذ یکم کو ہی بھجوا دیا کریں۔

انٹرویو بہت اچھے ہیں جب پہلی دفعہ محترم مولانا شیخ مبارک احمد صاحب کا انٹرویو پڑھا تو بے اختیار دل نے کہا۔ کہ مولوی ابوالعطاء صاحب کا انٹرویو بھی ہو مگر فوراً خیال آیا کہ وہ تو اللہ کو پیارے ہو چکے ہیں۔ اب انٹرویو کا سلسلہ جاری رکھیں۔

(زاہدہ نذیر۔ دارالیمن ربوہ)

"تشحیذ الاذہان ترقی کی منزلیں طے کرتا ہوا تیزی سے اپنے عروج کی طرف بڑھ رہا ہے اور اس کے "ڈرائیور" واقعی قابل تعریف ہیں۔

بھائی جان۔ میری خواہش ہے کہ اس رسالہ میں علمی و منطقی کے صفحات بھی شامل ہونے چاہئیں۔"

(اسمٰعیل مبارک احمد۔ راولپنڈی)

کیورٹیو سسٹم (جدید میڈیکل سائنس)
کے فارمولوں سے تیار کردہ
بچوں کی ادویات کے نرخ مندرجہ ذیل ہیں:۔
انٹی کیریز فار بیبیز (ANTI CARIES FOR BABIES.) بچوں کے دانتوں میں کیڑا اور درد کیلئے ۔/۵
بے بی ٹانک (BABY TONIC) بچوں کی کمزوری لاغری سوکھے پن، بدہضمی، دستوں اور مٹی کھانے کی عادت کیلئے ۔/۳
بے بی پاؤڈر (BABY POWDER) بے بی ٹیتھنگ کے ساتھ بطور مددگار ۔/۲
ہوکف ٹیبلیٹس (WHOO COUGH TABS.) کالی کھانسی کے لئے ۔/۳ مفید لٹریچر مفت
ڈاکٹر راجہ ہومیو اینڈ کمپنی۔ گولبازار ربوہ
فون ۶۰۷ / ۶۰۶

Digitized by khalafat Library Rabwah

میاں محمد نواز میموریل مقابلہ:

انعامی مقابلہ ذہنی آزمائش نمبر ۹

(۱) آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم کی سیرتِ مبارکہ پر سب سے پہلی کتاب کس نے لکھی تھی؟
(۲) خدا تعالیٰ کا سب سے پہلا گھر کس کو کہا جاتا ہے؟
(۳) اسلام سے قبل خانہ کعبہ میں کتنے بت رکھے ہوئے تھے؟
(۴) اہلِ قریش کا سب سے بڑا بت کون سا تھا؟
(۵) حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا لقب کیا تھا؟
(۶) آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم کے دورِ نبوت میں سب سے پہلے کون سے صحابیؓ شہید ہوئے
(۷) ہجرتِ مدینہ کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم جس غار میں ٹھہرے تھے اس کا نام بتلائیے!
(۸) مدینۃ النبیؐ (مدینہ منورہ) کا پرانا نام کیا ہے؟
(۹) اسلامی تاریخ میں "بیعتِ رضوان" سے کیا مراد ہے؟
(۱۰) غزوہ اور جنگ میں کیا فرق ہے؟

شرائط

اس مقابلہ میں اطفال کے علاوہ ناصرات بھی حصہ لے سکتی ہیں۔ اوّل آنے والے کو ایک سال تک بچوں کا پیارا رسالہ "تشحیذ الاذہان" مفت ارسال کیا جائے گا۔ دوم آنے والے ہونہار کو چھ ماہ تک کے لئے رسالہ "تشحیذ الاذہان" مفت ارسال کیا جائے گا۔

جوابات بھیجنے کا پتہ

شمیم عمر دراز تنویر۔ کوٹھی ۵۔ ڈی بلاک بی۔ سمن آباد۔ لاہور

آپ بھی اس مقابلہ میں شرکت فرمائیں۔ جوابات بھجوانے کی آخری تاریخ ۲۰ جنوری ہے۔

Digitized by khalafat Library Rabwah

ننھے ادیب

حضرت ابوبکر صدیقؓ

جاہلیت یعنی اسلام سے پہلے کے زمانہ میں آپ کا نام عبدالکعبہ تھا۔ جب اسلام لے آئے تو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کا نام "عبداللہ" رکھا اور صدیق کا لقب عطا فرمایا۔ آپ کے والد کا نام عثمان اور کنیت ابو قحافہ تھی۔ آپؓ نہایت اعلیٰ اخلاق کے مالک تھے۔ تمام علاقہ آپؓ کی عزت کرتا تھا جب شراب پانی کی طرح پی جاتی تھی اُس وقت بھی آپؓ نے کبھی شراب کو منہ نہیں لگایا تھا۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دعویٰ نبوت پر آپ مردوں میں سب سے پہلے اسلام لانے والے تھے۔ آپ نے بغیر بحث و تکرار اور کسی دلیل یا معجزہ کے طلب کئے، بلا چون و چرا اسلام قبول کر لیا۔

ایک مرتبہ جب آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے زکوٰۃ کے لئے مال کا مطالبہ کیا تو آپؓ نے اپنا سارا مال لاکر حضورؐ کے قدموں میں ڈھیر کر دیا۔ میدان جنگ میں بھی ہر جگہ آپؓ نے داد شجاعت دی۔

اسلام سے قبل آپؓ چالیس ہزار درہم سے تجارت کرتے تھے۔ پھر آپ نے ۳۵ ہزار درہم اسلام اور غریب مسلمانوں پر خرچ کر ڈالے اور خود صرف پانچ ہزار سے تجارت کرنے لگے۔ قرآن پاک کی تلاوت کرتے تو کفار تک پر رقت طاری ہو جاتی۔

آپؓ نے ہجرت کے وقت آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ دیا۔ راستے میں ابن دغنہ کافر رئیس ملا اور اس نے آپ کو پناہ دینے کا وعدہ کیا۔ اور کافروں سے کہا کہ تم ایسے شریف اور نیک آدمی کو نکالتے ہو۔

آپ کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے انتہا درجہ محبت اور عشق تھا۔ آپ کا ذکر قرآن پاک میں "ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْ هُمَا فِی الْغَارِ" کے الفاظ میں آیا ہے۔ یعنی جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ سے مدینہ کو

Digitized by khalafat Library Rabwah

کی طرف ہجرت کی تھی تو یارِ غار، غارِ ثور میں
حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ آپؓ
ہی تھے۔ غار میں آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم
کا سرِ مبارک اپنے زانو پر رکھے ہوئے تھے۔ اور
حضورؐ آرام فرما رہے تھے کہ ایک بل سے سانپ
نے سر نکالا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اپنا ایک
پاؤں اُس بل پر رکھ دیا۔ سانپ نے اس کے پاؤں
کو ڈس لیا۔ مگر آپ نے اپنا پاؤں نہ ہٹایا
کہ کہیں رسول خدا کے آرام میں خلل نہ پڑے۔
سانپ کا زہر آہستہ آہستہ اثر کرنے لگا۔ اور
آپؓ کو تکلیف ہونے لگی۔ مگر آپ نے کمال
ضبط کیا اور ذرا بھی حرکت نہ کی۔ درد کی
شدت اور تکلیف سے آپ کے آنسو نکل آئے۔
چنانچہ ایک آنسو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے
رخسارِ مبارک پر گرا تو حضورؐ کی آنکھ کھل گئی
دیکھا کہ حضرت ابوبکرؓ کی آنکھیں نم ہیں۔ حضورؐ
نے پوچھا۔ "ابوبکرؓ کیا بات ہے؟"

آپؓ نے حقیقت بیان کی تو آنحضور
صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دہنِ مبارک کا لعاب
انگلی سے لگایا۔ اور آپؓ کا زہر اترنا شروع
ہوا۔ تھوڑی دیر میں آپؓ بالکل ٹھیک ہو گئے

جب حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ
وسلم اللہ کو پیارے ہو گئے تو حضرت عمرؓ نے
یہ بات ماننے سے انکار کر دیا۔ اور کہا کہ جو شخص
کہے گا رسول خدا فوت ہو گئے ہیں تو میں اُس کی
گردن اڑا دوں گا۔ جب حضرت ابوبکر صدیقؓ کو
علم ہوا تو آپؓ آگے بڑھے اور فرمایا کہ:-

"جو شخص محمد رسول اللہ کی
عبادت کرتا تھا وہ جان لے
کہ حضورؐ وفات پا گئے ہیں اور
جو شخص خدائے واحد کی عبادت
کرتا ہے۔ وہ جان لے کہ اس کا
خدا زندہ جاوید ہے۔"

نیز آپؓ نے قرآن کریم کی یہ آیت بھی تلاوت
فرمائی کہ:-

"وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ج
قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ
الرُّسُلُ ط"

یعنی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ
تعالیٰ کے رسول ہیں، آپ سے
پہلے تمام رسول فوت ہو گئے۔

تب حضرت عمرؓ اور دوسرے صحابہؓ پر حقیقت
کھلی اور وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دیئے۔

ایسے وقت جب مسلمان رسول خدا کی
جدائی کی وجہ سے سخت مضمحل اور بے چین تھے
اللہ تعالیٰ نے آپؓ کو خلافت کی خلعت عطا
فرمائی۔ اور تمام مسلمانوں نے آپؓ کو خلیفہ اول
منتخب کر لیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے
بعد بعض لوگ زکوٰۃ دینے کے منکر ہو گئے تھے

Digitized by khalafat Library Rabwah

مگر آپ نے حسنِ انتظام اور حسنِ تدبّر سے کام لے کر اس فتنہ کو دور کر دیا۔ اس کے علاوہ اسامہ بن زیدؓ کی قیادت میں جو لشکر بھیجنے کا ارادہ حضرت رسول پاک صلّی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور اپنی علالت کی وجہ سے نہ بھیج سکے تھے۔ آپؓ نے باوجود بعض لوگوں کی مخالفت کے اسے بھیج دیا اور فرمایا:۔

"میں اپنے آقا کا فیصلہ بدلنے کا مجاز نہیں۔"

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کے خسر ہونے کا شرف بھی حاصل تھا۔ حضورؐ کی بیوی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ جنہیں حضورؐ نے عالمۂ نصف الدّین" فرمایا تھا۔ آپؓ ہی کی صاحبزادی تھیں۔ آپؓ نے ترسٹھ سال کی عمر پائی۔ اور ۲۲ جمادی الاوّل ۱۳ھ کو وصال فرما گئے۔ آپ کا عرصۂ خلافت دو ½ سال تین ماہ دس دن ہے

(اقتباس احمدیہ - ربوہ)

○

کبھی ضائع نہیں کرتا وہ اپنے نیک بندوں کو

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ پانچ شخص سفر پر روانہ ہوئے۔ راستہ میں بارش شروع ہو گئی

انھوں نے ایک کوٹھڑی میں پناہ لی۔ تھوڑی دیر کے بعد بارش تیز ہو گئی اور بجلی کڑکنے لگی۔ وہ بہت ڈر گئے۔ بارش رکنے کا نام ہی نہیں لیتی تھی۔ آخر کار ایک شخص نے کہا۔

"ہم سب میں سے کوئی گنہ گار ہے جس کی وجہ سے باقی پریشان ہیں۔ ہم سب ایسا کرتے ہیں کہ ایک ایک کر کے درخت کو ہاتھ لگانے جاتے ہیں جو گنہ گار ہو گا اس پر بجلی گرے گی۔"

چنانچہ دوسروں نے پہلے شخص سے کہا کہ "تم پہلے جاؤ!"

وہ ڈرتا ڈرتا باہر نکلا اور آہستہ آہستہ درخت کے قریب پہنچ گیا اور صحیح سلامت واپس آ گیا۔ اس طرح باری باری چار شخص درخت کو ہاتھ لگا کر صحیح سلامت واپس آ گئے۔ اب پانچویں کی باری تھی۔ سب نے اس سے کہا کہ تو گنہ گار ہے اور تیری ہی وجہ سے مشکل کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ جاؤ درخت کو ہاتھ لگا کر آؤ!"

وہ باہر نکلا اور ڈرتا ڈرتا جونہی درخت کے قریب پہنچا۔ بجلی بڑے زور سے کڑکی اور اس شخص پر گرنے کی بجائے کوٹھڑی پر گری۔ اور چاروں جو کوٹھڑی میں تھے جل کر خاک ہو گئے۔ اور وہ شخص زندہ رہا کیونکہ وہ ان چاروں میں سے نیک تھا۔ سچ ہے کہ وہ

Digitized by khalafat Library Rabwah

"کبھی ضائع نہیں کرتا وہ اپنے نیک بندوں کو"

(ملک وقار حسین۔ فیکٹری ایریا ربوہ)

رانی کی آمین

آج گھر بھر میں بہت چہل پہل تھی۔ اور رانی تو آج کے دن بہت ہی خوش نظر آ رہی تھی کیونکہ اُس نے اللہ تعالیٰ کا پیارا کلام قرآن مجید ختم کیا تھا

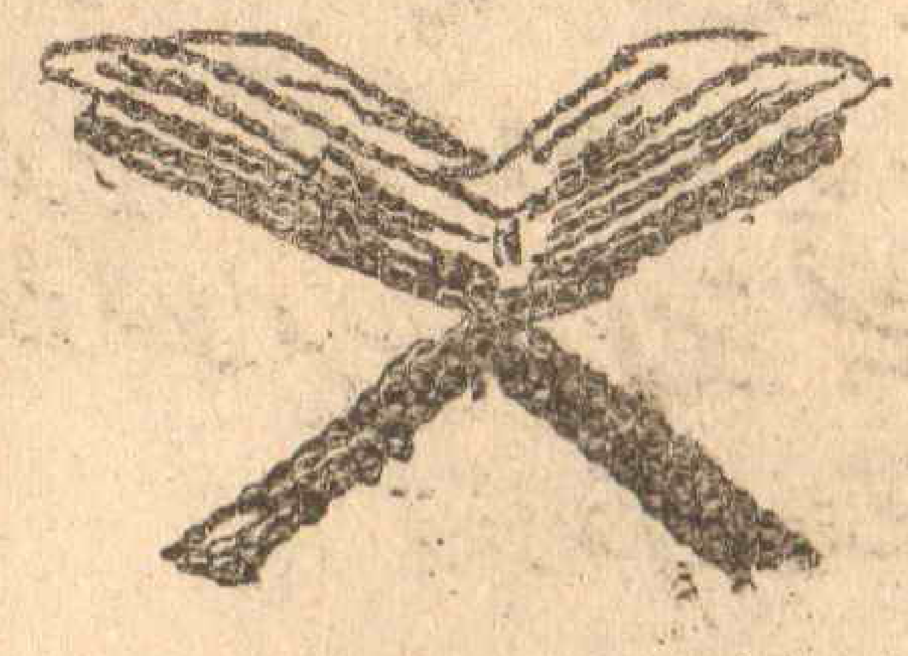

اور اُس کے ماں باپ نے اس کے قرآن مجید ختم کرنے پر اُس کی آمین کی تھی رانی کی سب سہیلیاں عائشہ، ناہید اور روبی سب اُس کی آمین پر موجود تھیں اور سب بہت خوش تھیں۔ وہ سب آپس میں باتیں کر رہی تھیں کہ رانی کے ابو جان نے اُن کو بلایا اور سب بچوں کے درمیان بٹھا کر اُس سے قرآن کریم کا آخری پارہ پڑھوایا اس کے بعد سب نے دعا کی۔ اور رانی کو قرآن کریم ختم کرنے پر مبارکباد اور تحفے دینے لگے۔ سب حیران تھے کہ پانچ چھ سال کی ننھی سی بچی نے قرآن مجید ختم کر لیا۔

ناہید رانی سے کہنے لگی۔ "تمہارے ابو بہت اچھے ہیں کہ انہوں نے تمہیں قرآن مجید ختم کروا دیا ہے۔ کاش میرے ابو بھی مجھے قرآن مجید ختم کروا دیں اور میں بھی اپنی آمین کراؤں اور سب سہیلیوں کو بلاؤں۔ کتنا مزا آئے۔ جس طرح تمہاری آمین پر ہم سب آئی ہیں" رانی بولی۔ "ناہید میں تمہیں قرآن مجید پڑھا دوں گی۔ چونکہ ہر احمدی بچے کو چاہیئے کہ ہم قرآن مجید ضرور پڑھیں۔ اس کا ترجمہ سیکھیں اور اس کے احکامات پر عمل کرنے کی کوشش کریں۔"

عائشہ اور روبی جو اُن کے پاس کھڑی ان کی باتیں سُن رہی تھیں۔ فوراً بولیں۔ "ہم دونوں بھی تم سے قرآن مجید پڑھیں گی۔ کیا تم ہمیں بھی پڑھا دو گی؟"

رانی نے جواب دیا۔ "بڑی خوشی کی بات ہے کہ تم سب اللہ تعالیٰ کا کلام پڑھنے میں اتنی دلچسپی رکھتی ہو۔ میں بڑی خوشی سے تم سب کو قرآن مجید پڑھاؤں گی۔"

اتنے میں رانی کی امی بھی آ گئیں اور بولیں "بیٹی چائے پر سب تمہارا انتظار کر رہے ہیں" رانی خوشی سے بولی۔ "امی جان دیکھیں میری آمین کا کتنا فائدہ ہوا ہے؟"

"کیسا فائدہ"؟ اس کی امی بولیں۔ "بات کیا ہے؟"

Digitized by khalafat Library Rabwah

رانی بولی۔ "امی آپ نے قرآن مجید ختم کرنے پر میری آمین کی ہے نا! تو ناہید، عائشہ اور زری کے دل میں بھی شوق پیدا ہوا ہے کہ وہ بھی قرآن مجید پڑھیں۔"

"یہ تو بہت ہی اچھی بات ہے۔" رانی کی امی نے کہا۔

اس پر ایکدم ناہید بولی۔ "آنٹی ہم سب رانی سے قرآن مجید پڑھیں گی۔ تو ہماری بھی آمین ہوگی نا!"

"کیوں نہیں بیٹی؟" رانی کی امی بولیں۔ "تمہاری آمین بھی ضرور ہوگی۔ اور اللہ تعالیٰ بہت خوش ہوگا کہ اتنی چھوٹی چھوٹی بچیوں نے میرا کلام پڑھ لیا ہے۔"

"سچ آنٹی؟" تینوں نے پوچھا۔ "کیا واقعی اللہ تعالیٰ ہم سے خوش ہوگا؟"

"ہاں بیٹی ضرور!" رانی کی امی نے جواب دیا۔ "تم تینوں قرآن مجید ضرور پڑھو۔"

عائشہ بولی۔ "ہاں آنٹی۔ ہم کل سے ہی قرآن مجید پڑھنا شروع کر دیں گی۔ کیوں رانی ٹھیک ہے نا؟"

"کیوں نہیں؟" رانی بولی۔ "ضرور پڑھنا اس سے بڑھ کر بچیوں اور کیا نیکی ہو سکتی ہے۔"

"اب چلو" رانی کی امی بولیں۔ "چائے ٹھنڈی ہو رہی ہے۔"

اور چاروں ہنسی خوشی چائے کی میز پر آگئیں۔

دیکھا بچو! قرآن مجید پڑھنے اور آمین کروانے کا کتنا فائدہ ہوا کہ جس کو دیکھ کر دوسروں کو بھی قرآن مجید پڑھنے کا شوق پیدا ہوا۔ سب والدین کو چاہیئے کہ وہ اپنے بچوں کو قرآن کریم پڑھائیں اور دینی باتوں سے انہیں واقف کر دیں۔ اور ہم احمدی بچوں اور بچیوں کو بھی چاہیئے کہ ہم قرآن کریم شوق اور لگن سے پڑھیں اور پھر ہمیشہ پڑھتے رہیں اس کا ترجمہ اپنی زبان میں سیکھیں اور اس کی پیاری تعلیم کے مطابق اپنی زندگی گزاریں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق بخشے۔ آمین!

(از زاہدہ رشتاک ...)

○

گگو جادوگر

آج سے تقریباً ۵۳ سال پہلے کا واقعہ ہے کہ گوگا رام کے باشندوں کا جینا ایک خونخوار بھیڑیئے نے حرام کر رکھا تھا۔

گوگارام جنوبی ہندوستان میں ایک چھوٹا سا گاؤں تھا۔ جہاں کی آبادی اس زمانے میں مشکل سے چھ سو نفوس پر مشتمل ہوگی۔ اس چھوٹے سے گاؤں کے اطراف دور دور تک ہرے بھرے جنگل پھیلے ہوئے تھے

Digitized by khalafat Library Rabwah

اس لیے وہاں کے لوگوں کو تقریباً ہر قسم کے درندوں کا سامنا کرنا پڑتا تھا۔ لیکن جس درندے کا ذکر یہاں ہے اس نے تقریباً آٹھ ماہ تک اس گاؤں کے لوگوں کی زندگی

دوبھر کر دی تھی۔ کہنے کو تو وہ ایک بھیڑیا تھا لیکن اس ظالم نے وہ اودھم مچایا کہ خدا کی پناہ۔ اس خونخوار بھیڑیئے نے مرنے سے پہلے نہ صرف بے حساب بکریاں، گائے، بیل مارے بلکہ کئی انسانی جانوں کو اپنا نشانہ بنایا۔ گاؤں کے لوگوں کے مطابق اس نے اپنے مرنے سے قبل ۱۳ معصوم انسانی بچوں ۲۱ عورتوں اور اٹھارہ نوجوانوں کو اپنے قہر کا نشانہ بنایا۔ اس ظالم نے

بے شمار مرغیوں اور بے حساب کتوں کو بھی موت کے گھاٹ اتارا۔ اسی گاؤں میں گنگو نامی ایک جادوگر بھی آیا جایا کرتا تھا۔ گنگو شاید گوگا رام کے اطراف میں پھیلے ہوئے جنگل میں رہتا تھا۔ لیکن جب بھی وہ گاؤں آتا یہاں کے وہم پرست لوگ مارے خوف کے اس کی خوب آؤ بھگت کرتے۔ گنگو گاؤں میں جس کسی کے گھر ٹھہرتا وہ اس کی شراب وغیرہ سے خوب خدمت کرتا۔ اس کے باوجود وہ یہاں کے لوگوں سے خوش نہیں تھا وہ اکثر گاؤں والوں کو اپنے جادو سے ختم کر دینے کی دھمکیاں دیتا۔ وہ جس کسی سے ناراض ہو جاتا اُسے خوب مارتا اور اسے ذلیل کرتا۔ گاؤں کے لوگ اس کی بے جا زیادتیوں سے تنگ آ چکے تھے۔ پچھلے دنوں جب گنگو گاؤں آیا تو وہ گاؤں کے ایک بڑے زمیندار راجم کے گھر ٹھہرا۔ راجم نے اس کی خوب خاطر مدارت کی۔ گنگو نے جی بھر کر شراب پی اور وہیں

سو رہا۔ رات کے کوئی تین بجے جب گنگو کا نشہ اترا تو اس نے سیدھا اس کمرے

Digitized by khalafat Library Rabwah

کا رخ کیا جہاں راجم کے پیسے اور اس کی بیوی کے زیورات پڑے تھے۔ اس نے ساری قیمتی چیزیں اکٹھی کیں اور گھر سے باہر نکل آیا وہ جیسے ہی باہر آیا، راجم کے کتے نے بھونکنا شروع کر دیا۔ اتنے میں کچھ اور کتے بھی جمع ہو گئے اور زور زور سے بھونکنے لگے۔ کتوں کے اس طرح بھونکنے پر نہ صرف راجم کے گھر والے بلکہ ان کے تمام پڑوسی بھی وہاں جمع ہو گئے جب انہوں نے گنگو کی نیت بھانپ لی تو آپے سے باہر ہو گئے اور گنگو پر جھپٹ پڑے یوں تو لوگ پہلے ہی گنگو سے تنگ آ چکے تھے۔ اس سنہری موقع کو غنیمت جان کر اس کی خوب پٹائی کی۔ وہ بے سدھ ہو کر گاؤں کی ایک نالی میں گر پڑا اور بے ہوش ہو گیا۔ گاؤں کے نوجوان بوڑھے، بچے سب آتے اور گنگو پر تھوکتے۔ تھوڑی دیر کے بعد گنگو ہوش میں آ گیا۔ اس نے پانی مانگا لیکن کسی نے کوئی جواب نہ دیا۔ گنگو لڑکھڑاتا ہوا اٹھا اور جنگل میں چلا گیا۔ جیسے ہی وہ جنگل میں داخل ہوا لوگوں کا کہنا تھا کہ وہ ایک بھیڑیے کی شکل اختیار کر چکا تھا۔ یہ بھیڑیا گاؤں کے لوگوں میں گنگو بھیڑیے کے نام سے مشہور ہوا۔

گنگو بھیڑیا اکثر گاؤں کے آس پاس کے کھیتوں میں دکھائی دینے لگا، اور گنگو چار دن گر پھر کبھی نہ دیکھا گیا۔ اس بھیڑیے نے وہ دہشت پھیلائی کہ خدا کی پناہ۔ سب سے پہلا انسانی شکار اس نے ایک معصوم بچی کا کیا۔ چند عورتیں چھوٹے بچوں کو درختوں کے نیچے سلا کر اپنے کھیتوں میں کام کر رہی تھیں کہ اچانک انہیں بچوں کی دلدوز چیخیں سنائی دیں۔ وہ دوڑی دوڑی بچوں کے پاس پہنچیں۔ بھیڑیا اپنے منہ میں وہ بچی دبائے بھاگا جا رہا تھا۔ اس کے منہ سے خون ٹپک رہا تھا وہ چند منٹ کے اندر جھاڑیوں میں غائب ہو گیا۔ اس کا دوسرا شکار ایک چرواہا تھا جو اپنے ریوڑ کو ایک تالاب کے قریب چرا رہا تھا کہ اچانک ریوڑ کے کتے نے بھونکنا شروع کیا اور پھر ایک طرف بھاگتا ہوا دوڑ گیا اس سے پہلے کہ چرواہا کچھ سوچتا ایک بھاری بھرکم چیز نے آکر اس کی گردن میں دانت گاڑ دیئے چرواہا تڑپ کر دور جا گرا۔ چرواہے کے بالکل سامنے گنگو بھیڑیا خون بار آنکھوں سے اسے گھور رہا تھا اس سے پہلے کہ لڑکا کوئی حرکت کرتا۔ بھیڑیا اسے جنگل کی طرف گھسیٹ کر لے گیا۔

اس حادثہ کے تقریباً ایک ماہ تک بھیڑیا نظر نہ آیا اور نہ ہی اس نے کسی آدمی یا جانور کا شکار کیا۔ بھیڑیے کے اس طرح غائب ہونے سے لوگوں کو اطمینان ہو گیا۔ لیکن اس کے چند دن بعد بھیڑیے نے یکے بعد دیگرے اکیس انسانی جانوں کو تلف کر کے دہشت کا بازار گرم کر دیا لوگ اکیلے آنے جانے سے گھبرانے لگے۔ جب بھی

Digitized by khalafat Library Rabwah

وہ کہیں جاتے تو دس بارہ آدمیوں کی ٹولی بنا کر نکلتے۔ گاؤں کے لوگوں کے منظم ہونے کی وجہ سے بھیڑیئے کو انسانی شکار کیے ہوئے ایک ماہ سے بھی زیادہ عرصہ ہو گیا وہ انسانی خون پینے کے لیے بے چین نظر آنے لگا۔ وہ اکثر رات کو گاؤں میں آتا گلیوں میں چکر لگاتا لیکن اب لوگ ہوشیار ہو چکے تھے

ایک رات شاید اس کے ضبط کا پیمانہ چھلک گیا۔ وہ چپکے سے گاؤں میں داخل ہوا کتوں نے اسے دیکھ کر بھونکنا شروع کر دیا۔ لیکن وہ ان کی پرواہ کیے بغیر راجم کے گھر کا دروازہ گرا کر اندر داخل ہو گیا۔ دروازے کے گرنے کی وجہ سے راجم اور اس کی بیوی جاگ اٹھے۔ آس پاس کے پڑوسی بھی اٹھ بیٹھے کر نکل آئے۔ راجم کی بیوی نے جب بھیڑیئے کو اپنے سامنے پایا تو وہ چیخنے لگی۔ بھیڑیئے نے

بڑھ کر اس کی گردن میں دانت گاڑ دیئے اور خون چوسنے لگا۔ راجم نے قریب پڑی کلہاڑی اٹھائی لیکن اس سے پہلے کہ وہ بھیڑیئے پر حملہ کرتا۔ بھیڑیئے نے راجم پر حملہ کر دیا۔ راجم کا کتا جو باہر دوسرے کتوں کے ساتھ کھڑا بھونک رہا تھا۔ اپنے مالک کی جان خطرے میں دیکھ کر غصہ میں بھیڑیئے پر ٹوٹ پڑا دوسرے کتوں نے بھی اپنے ساتھی کا ساتھ دیا! اور چاروں طرف سے ٹوٹ پڑے۔ بھیڑیا غصہ سے باؤلا سا ہو گیا۔ چاروں طرف سے بڑے بڑے طاقتور کتے اسے پکڑے ہوئے تھے اور راجم اور ان کے پڑوسی بھیڑیئے پر کلہاڑیوں اور لاٹھیوں سے وار کر رہے تھے۔ بھیڑیئے نے دوڑنے میں ہی غنیمت سمجھی اور کتوں کا حلقہ چیرتے ہوئے لڑکھڑاتا ہوا جنگل کی طرف بھاگ گیا۔

دوسرے دن صبح جب لوگ کام کے لئے اپنے گھروں سے باہر نکلے تو انہوں نے گاؤں سے کچھ فاصلہ پر دیکھا کہ لنگو جادہ گرمرا پڑا تھا۔ اور اس کے جسم پر بہت سے زخموں کے نشان تھے۔ اس کے بعد بھیڑیا کہیں نظر نہ آیا۔

(مبارک احمد صدیقی - ربوہ)

○

Digitized by khalafat Library Rabwah

نصرت لیٹر پیڈ

جس پر "اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ" اور اشعار حضرت مسیح موعود علیہ السلام چھپے ہوتے ہیں۔ احباب جماعت اس پیڈ کو کثرت سے استعمال کر رہے ہیں۔ بچوں کو بھی ان پیڈوں کو بوقت خط و کتابت اپنے استعمال میں لانا چاہیئے۔ نیز اپنے ناموں کے ساتھ اس قسم کے پیڈ چھپوانے چاہیئں۔ بہت مفید ہیں۔

نصرت آرٹ پریس گولبازار ربوہ

شاہد الیکٹرک سٹور

سامان بجلی ہر قسم بازار سے بارعایت خریدنے کے لئے ہماری خدمات حاصل کریں۔ نیز

بجلی کے پنکھے اور استریاں

بھی مرمت کیجاتی ہیں

شاہد الیکٹرک سٹور

گول امین پور بازار فیصل آباد

ہر قسم کا

• کاغذ • بکس بورڈ اور • گتہ

بارعایت خریدنے کیلئے ہماری خدمات حاصل کریں، اور دعا فرمائیں!

مقبول پیپر مارٹ

گنپت روڈ لاہور

گھر: ملک عبد اللطیف ستکوہی

فون نمبر ۶۳۸۴۹

فون نمبر: ۶۲۵۱۶

Digitized by khalafat Library Rabwah

"یہ ہجوم عاشقانِ مہدی معہود ہے"

جلسہ ہائے سالانہ پر حاضرین کی تعداد

عہدِ مسیح موعود

۱۸۹۱ء	۷۵
۱۸۹۲ء	۵۰۰
۱۹۰۰ء	۵۰۰
۱۹۰۴ء	۲۵۰
۱۹۰۶ء	۲۵۰۰
۱۹۰۷ء	۳۰۰۰

عہدِ خلافتِ اولیٰ

۱۹۰۸ء	۳۵۰۰
۱۹۰۹ء	۳۰۰۰
۱۹۱۱ء	۳۰۰۰
۱۹۱۲ء	۲۵۰۰
۱۹۱۳ء	۳۰۰۰

عہدِ خلافتِ ثانیہ

۱۹۱۴ء	۳۲۵۰
۱۹۱۵ء	۴۰۰۰
۱۹۱۶ء	۵۰۰۰
۱۹۱۹ء	۷۰۰۰
۱۹۲۱ء	۷۱۹۲
۱۹۲۳ء	۱۲۰۰۰
۱۹۲۴ء	۱۵۰۰۰
۱۹۲۸ء	۱۶۸۸۵
۱۹۲۹ء	۱۷۳۱۶
۱۹۳۱ء	۱۸۷۷۹
۱۹۳۲ء	۲۰۷۵۲
۱۹۳۵ء	۲۱۳۷۸
۱۹۳۶ء	۲۵۸۵۶
۱۹۳۷ء	۲۷۹۹۸
۱۹۳۸ء	۳۲۴۷۹
۱۹۳۹ء	۳۹۹۵۰
۱۹۴۱ء	۴۷۲۰۹
۱۹۴۳ء	۴۷۲۵۶
۱۹۴۵ء	۳۳۴۳۵
۱۹۴۶ء	۳۳۷۸۶
۱۹۴۷ء (لاہور)	۶۲۵۰
۱۹۴۹ء (ربوہ کا پہلا جلسہ)	۱۶۰۰۰
۱۹۴۹ء (" دوسرا ")	۲۰۰۰۰
۱۹۵۰ء	۲۵۰۰۰
۱۹۵۲ء	۲۹۰۰۰
۱۹۵۳ء	۳۱۶۳۰
۱۹۵۵ء	۵۰۰۰۰
۱۹۵۶ء	۶۰۰۰۰
۱۹۵۷ء	۷۰۰۰۰
۱۹۵۸ء	ایک لاکھ
۱۹۶۴ء	ایک لاکھ سے زائد

عہدِ خلافتِ ثالثہ

۱۹۶۵ء	۸۰،۰۰۰
۱۹۶۶ء	۸۵،۰۰۰
۱۹۶۷ء	ایک لاکھ
۱۹۶۰ء	ایک لاکھ سے زائد

Digitized by khalafat Library Rabwah

۱۹۷۳ء	سوا لاکھ	بیرون پاکستان	۲۶
۱۹۷۴ء	سوا لاکھ سے زائد	" "	۵۰
۱۹۷۵ء	" "	" "	۸۱
۱۹۷۶ء	" "	" ایضاً	۴۳

(فتوح ربوہ)

○

ناظمین اطفال متوجہ ہوں

نیا مالی سال شروع ہو چکا ہے۔ بعض مجالس کی طرف سے ابھی تک بجٹ موصول نہیں ہوا براہ کرم اولین فرصت میں بجٹ ارسال فرمائیں۔ نیز ابھی سے وصولی کی طرف توجہ دیں۔

(سیکرٹری مال اطفال الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ)

اطفال متوجہ ہوں

مجلس اطفال الاحمدیہ مرکزیہ کے زیر انتظام ہر چار ماہ کے بعد مضمون نویسی کا مقابلہ ہوا کرے گا۔ اس سلسلہ میں پہلا مقابلہ جنوری ۱۹۷۸ء تا مئی ۱۹۷۸ء ہو گا۔ درج ذیل عناوین میں سے کسی ایک عنوان پر کم از کم ۲۰۰ اور زیادہ سے زیادہ ۲۵۰ الفاظ پر مشتمل مضمون ۱۰ مئی ۱۹۷۸ء تک مرکز میں پہنچ جانا چاہیئے پتہ صاف اور مکمل لکھا جاوے۔ (i) احمدی طفل کی ذمہ داریاں (ii) حضرت مسیح موعودؑ کا عشق رسول صلعم (iii) محنت

اول دوم آنے والے اطفال کو انعام دیا جائیگا نیز مضامین "تشحیذ الاذہان" میں بطور اشاعت دیئے جائیں گے

(مہتمم تعلیم مجلس اطفال الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ)

اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے وعدہ فرمایا کہ:۔

"میں تیرے ماننے والوں کو دنیا کا استاد بناؤں گا"

پیارے بچو! دنیا کے استاد بننے کے لئے اعلیٰ دماغ ہونا ضروری ہے اور دماغ کو طاقت دینے کیلئے

مقوی دماغ گولیاں

از حد مفید ہیں

اچھے طالب علم اور ذہنی کام کرنے والے ہمیشہ انہیں استعمال کرتے ہیں۔

آپ بھی یہ گولیاں استعمال کریں تاکہ جلد جلد علم کے خزانے سمیٹ سکیں

حکیم عبد الحمید ابن حکیم نظام جان مرحوم

مشہور دواخانہ

چوک گھنٹہ گھر گوجرانوالہ

فون نمبر - ۴۴۸۴

Digitized by khalafat Library Rabwah

خبرنامہ تشحیذ

انسانی عجوبے

- اٹھارویں صدی کے آخر میں چین کے ایک باشندے "شین شانت" کا جسم اس قدر شفاف تھا کہ اس کے تمام اندرونی اعضاء بخوبی نظر آتے تھے۔
- تبت میں "سنت ستھو" نامی ایک شخص کی ناک دس انچ لمبی ہے اتنی لمبی ناک آج تک کہیں اور نہیں دیکھی گئی ہے۔
- انگلستان کے ایک باشندے جیم آرٹ کے کان نہیں تھے وہ منہ کھول کر سب کچھ سن لیتا تھا۔
- سنہ ۱۸۹۱ء میں لندن کے ایک ہسپتال میں ایک عورت لائی گئی جس کی دو زبانیں تھیں۔
- لاسہ (تبت) میں ایک شخص کے ماتھے پر تیرہ انچ لمبا سینگ تھا۔ اس سینگ کو آپریشن کے ذریعہ نکالا گیا۔
- "زرقا الیمامہ" عرب کی ایک مشہور شخصیت تھی اس کی نظر اس قدر تیز تھی کہ وہ کسی ٹیلے پر چڑھ کر تین دن کی مسافت پر آتے ہوئے قافلوں کو دیکھ لیتی تھی۔

○

دنیا کے معروف ہوائی اڈے

- لندن کے ہوائی اڈے سے روزانہ آٹھ سو پچاسی (۸۵۰) مسافر بردار ہوائی جہاز پرواز کرتے ہیں۔ اس ہوائی اڈے کو ۷۵ ہوائی کمپنیاں استعمال کرتی ہیں اور اس پر ہی دو کروڑ افراد اس اڈے سے اترے یا پرواز کی۔
- ٹوکیو کے ہوائی اڈے سے روزانہ ۶۰۰ ہوائی جہاز آتے جاتے ہیں اور اس سال دو کروڑ آدمیوں نے اس اڈے کو آنے جانے کے لئے استعمال کیا۔

(مرسلہ: ایم انور اقبال جاوید۔ مجوکہ)

○

بغداد

بغداد کا شہر ۵۰۹ سال تک عباسی سلطنت کا پایہ تخت رہا۔ لیکن اس میں ایک بھی عباسی خلیفہ کا انتقال نہیں ہوا۔ (شیخ محمد بشیر آزاد۔ مربی)

Digitized by khalafat Library Rabwah

ناصرات کے صفحات

ہاتھوں کی حفاظت

(۱) عرقِ لیموں میں گلیسرین ہم وزن ملا لیں۔ ایک چھوٹی چمچی بورک ایسڈ بھی ڈال کر یکجا کر لیں اور کسی شیشی میں بھر کر رکھ لیں۔ یہ ہاتھوں کو نرم چکنا اور سفید کرنے میں بے مثال ہے۔ دن رات جب بھی فرصت ہو حسبِ ضرورت لگا لیا کریں۔

(۲) خالص تیل یا روغن زیتون سردیوں میں ملنا بہت اچھا ہوتا ہے۔

(۳) خالص روغن بادام بھی سوتے وقت ملنا بہت مفید ہوتا ہے۔

(۴) گرمیوں میں ہاتھوں پر مہندی لگانا بھی بہت اچھا ہوتا ہے۔ اس سے ٹھنڈک اور تازگی ملتی ہے۔

(منیرہ کوثر۔ چنیوٹ)

○

دانتوں کی حفاظت

خوبصورت اور چمکیلے دانت چہرے کا حسن ہے۔ دانت ہر روز برش یا مسواک سے صاف کیجئے برش زیادہ زور سے نہیں پھیرنا چاہیئے ورنہ مسوڑھے زخمی ہونے کا اندیشہ ہے۔ دانتوں کو مضبوط اور چمکدار بنانے کے لئے خوراک میں دہی، پنیر دودھ، ٹماٹر، ہری مرچ، سنگترے اور لیموں کا رس وغیرہ مفید ہے۔ مسوڑھے خراب ہوں تو لیموں کا رس آہستہ آہستہ اُن پر ملیں۔ سنگترہ لیموں، چکوترہ، ٹماٹر، سلاد، پیاز، شلجم اور انگور کھائیں۔

(منیرہ کوثر۔ چنیوٹ)

○

اللہ تعالیٰ آپ کو ہر بیماری سے شفا دے
دعا کے ساتھ دواخانہ خدمتِ خلق
ربوہ کی ادویات ضرور استعمال کریں۔ طالب علموں
اور دماغی کام کرنے والوں کے لئے مجرب نسخے
فہرست ادویات مفت حاصل کریں
ملنے کا پتہ
دواخانہ خدمتِ خلق
ربوہ

Digitized by khalafat Library Rabwah

ننھے منے بہن بھائیوں کے فراک پر ہنستے ہنستے چوزے ایپلک ورک سے بنائیے!

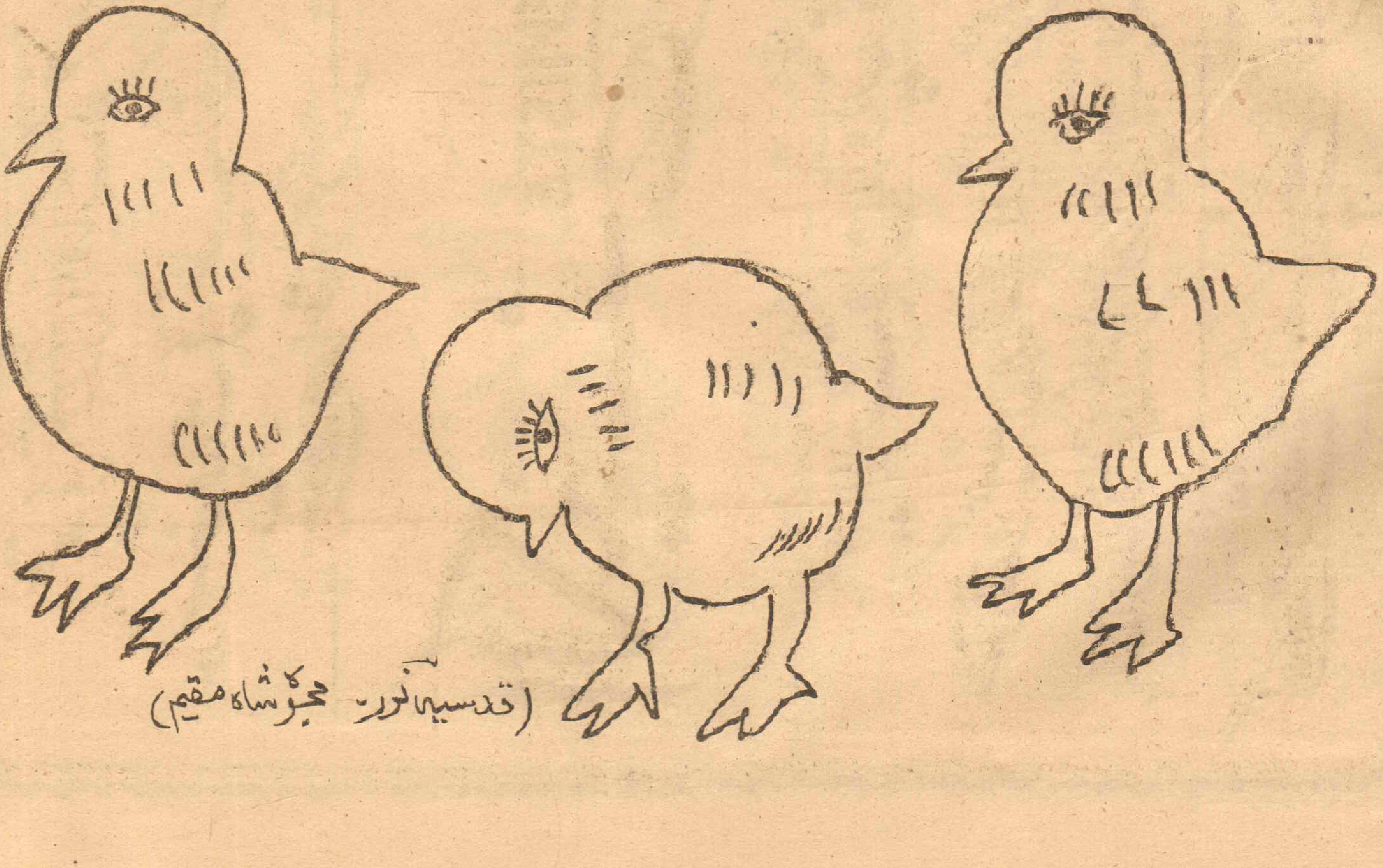

(قدسیہ نورین بنت محمود شاہ مقیم)

Digitized by khalafat Library Rabwah

ہر قسم کی انگریزی ادویات کی خرید
اور نسخہ جات کی تیاری کیلئے
لائق صد اعتماد مرکز

الکیمسٹس
EL-KEMISTS.

سٹیلائٹ ٹاؤن راولپنڈی

منظور شدہ کیمسٹس برائے واپڈا ، ریڈیو پاکستان
پاکستان اٹامک انرجی کمیشن اور ایچ ایف ایف (H.F.F.) ٹیکسلا

کی خدمات حاصل کریں ' فون نمبر ۱۶۶۴

Digitized by khalafat Library Rabwah

لطیفے

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک نجومی کسی شخص کے ساتھ سفر پر روانہ ہوا۔ خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ وہ نجومی بیمار پڑ گیا۔ اس پر اس شخص نے چاہا کہ گھر ہی واپس لوٹ جائے اور یہ طے کر کے اس نے نجومی سے کہا کہ "جناب میں تو واپس گھر جا رہا ہوں اگر کوئی پیغام ہو تو فرمایئے!"

نجومی صاحب نے کہا کہ "ہمارے گھر کہہ دینا کہ اسے شدید درد سر ہے۔ داڑھیں بری طرح درد کر رہی ہیں۔ سانس پھول گئی ہے۔ ہاتھ کانپ رہے ہیں۔ ٹانگیں متورم ہو گئی ہیں۔ آنکھیں پتھرا گئی ہیں۔ کمر ٹوٹی جا رہی ہے۔ گھٹنے ٹیک چکا ہے۔ سینے میں شدید جلن ہے۔ تلی بڑھ گئی ہے۔ جوڑوں میں پانی پڑ گیا ہے۔ دل پھڑکتا ہے اور پیٹھ نہایت درد کرتی ہے۔ آنکھیں آنسو بہاتی ہیں۔ پنڈلیاں جواب دے چکی ہیں۔ کنپٹیاں درد سے پھٹی جا رہی ہیں اور متواتر بے ہوشی کی وجہ سے نبض بند ہونے کو ہے اور زبان پر سکتہ طاری ہے۔"

یہ طویل تقریر سن کر ان کے ساتھی چلا اٹھے "جناب والا! میں لمبی چوڑی بات پسند نہیں کرتا۔ ہاں میں اتنا ضرور کہہ دوں گا کہ وہ صاحب انتقال کر گئے ہیں۔ اور سلام عرض کرتے ہیں۔" (عبدالمومن بھٹی۔ ربوہ)

ایک جج نے اپنے ملازم سے پوچھا۔ "ہمیں بتایا گیا ہے کہ برسوں سے تم نے اپنی بیوی کو ڈرا دھمکا رکھا ہے اور ایک طرح اسے بالکل غلام بنا لیا ہے۔ کیا یہ درست ہے؟"

ملازم نے سہم کر جواب دیا۔ "جناب بات یہ ہے کہ......"

جج بات کاٹ کر بولا۔

"معذرت کی ضرورت نہیں مجھے صرف یہ بتاؤ کہ یہ کارنامہ تم کس طرح کر لیتے ہو۔"

ماں: "تم بالکل نکمے ہو اپنے باپ ہی سے کچھ سیکھو!"

بیٹا۔ "انھوں نے کون سا کارنامہ انجام دیا ہے؟"

ماں: "دیکھتے نہیں۔ اچھے چال چلن کی وجہ سے جیل کے افسروں نے ان کی نصف سزا معاف کر دی ہے۔"

(وسیم احمد ظفر۔ جامعہ احمدیہ ربوہ)

Digitized by khalafat Library Rabwah

بچوں کی دینی تعلیم و تربیت کیلئے

"کامیابی کی راہیں"

پہلا حصہ	ستارۂ اطفال	۷۵/-
دوسرا "	ہلال اطفال	۱/-
تیسرا "	قمر اطفال	۱/۵۰
چوتھا "	بدر اطفال	۲/-

شعبہ اشاعت مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ سے
خرید کر استفادہ فرمائیں۔ (مہتمم)

سونے اور چاندی کے زیورات

"اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ"

کی انگوٹھیوں کی خرید و فروخت کا اعلیٰ مرکز

محمود گولڈ سمتھ

چوہدری محمود احمد ولد چوہدری بشیر احمد راجپوت

گولبازار ربوہ ○ فون نمبر ۶۸۱

الفضل روزنامہ ربوہ

ہمارا، آپ کا اور سب کا اخبار

اس میں:

- حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات سے اقتباسات
- حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے روح پرور خطبات
- علمائے سلسلہ کے اہم مضامین، بیرونی ممالک میں جماعت کی تبلیغی مساعی کی تفاصیل اور ملکی و عالمی اہم خبریں ——— شائع ہوتی ہیں

آپ خود بھی یہ اخبار پڑھیں اور دوسروں کو بھی مطالعہ کے لئے دیں۔ اس کی توسیع اشاعت آپ کا جماعتی فرض ہے

(منیجر الفضل ربوہ)

Digitized by khalafat Library Rabwah

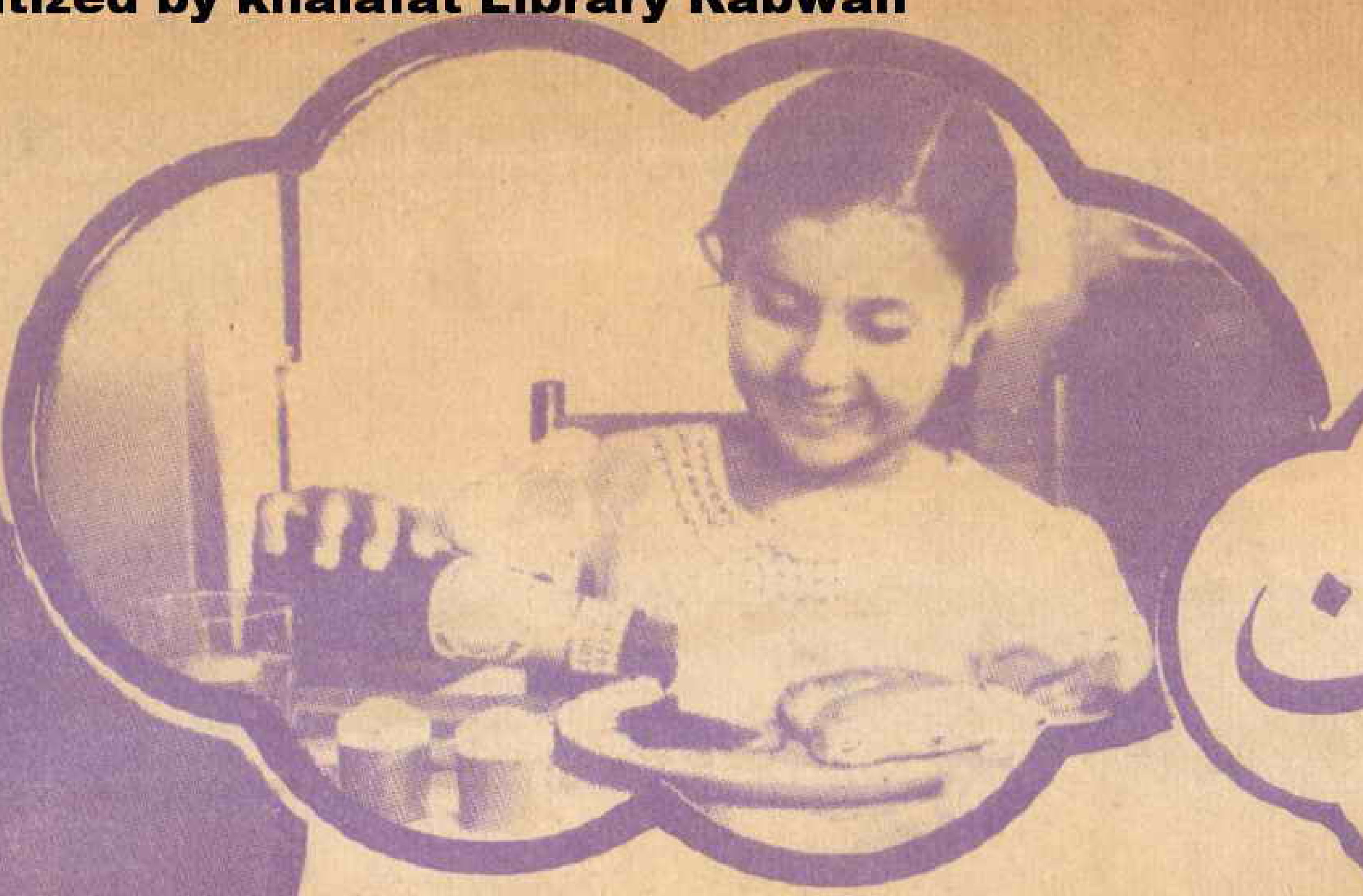

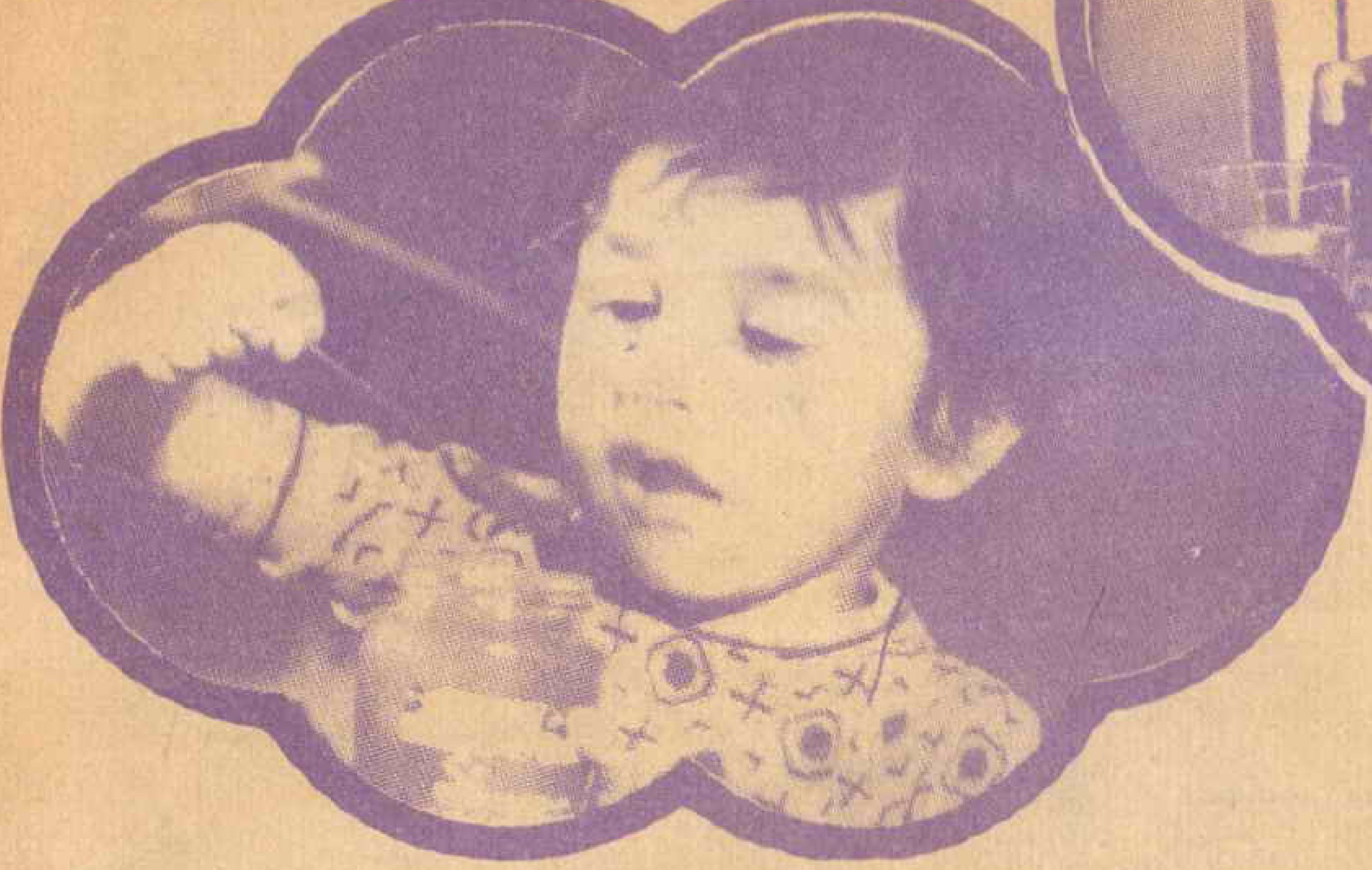

شیزان

ایک بار نہیں سو بار نہیں
میں تو کہوں گی لاکھوں بار

شیزان کی ہر چیز ہے سب سے مزے دار

شیزان انٹرنیشنل لمیٹڈ - بند روڈ - لاہور

Monthly Tash-heez-ul-Azhan Rabwah
JANUARY 1978 Editor MOHAMMAD SHAFIQ QAISAR Regd. No. L7128

Digitized by khalafat Library Rabwah

○ بیج چارہ —— ○ لُوسن
○ شفتل —— ○ برسیم وغیرہ

چنے سفید —— چری
اور —— مرچ کنڑی

کی

خرید و فروخت کے لیے ہمیں خدمت کا موقع دیں!

انصاف کمپنی رجسٹرڈ کمیشن ایجنٹس

انصاف کمپنی

پرانی غلہ منڈی
فیصل آباد
فون : 27926

Title Printed at the Nusrat Art Press, Rabwah